﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

هفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد23

جمعۃ المبارک30دسمبر 2016ء

29ربیع الاوّل 1438 ہجری قمری ❁ 30فتح 1395 ہجری شمسی

شمارہ53

ظہور مہدی کی دو علامتیں

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَیں تمہیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں جو لوگوں کے اختلاف اور زلازل کے وقت آئے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

(مسند احمد۔حدیث نمبر:10898)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

عیسیٰؑ کی موت واضح دلیل سے ثابت شدہ ہے۔اور اس کا انکار صرف وہی شخص کرتا ہے جو قرآن اور حدیث کی نصوص کا منکر ہے۔

ہمارے اور تمہارے درمیان اصل جھگڑا ابن مریم کے آسمان سے نزول کے متعلق ہے۔اس لئے اللہ نے اپنے روشن صحیفوں میں اس کی موت کی خبر دے کر اس نزاع کا فیصلہ فرما دیا۔

اگر ہمارے ربّ رحمٰن کے علم میں عیسیٰؑ کے آسمان پر چڑھنے اور وہاں سے اترنے کا معاملہ درست ہوتا تو لازمی تھا کہ اللہ فرقانِ حمید میں بھی عیسیٰ کے مثیل کا ذکر فرماتا۔

’’پس خلاصہ کلام یہ کہ عیسیٰؑ کی موت واضح دلیل سے ثابت شدہ ہے۔اور اس کا انکار صرف وہی شخص کرتا ہے جو قرآن اور حدیث کی نصوص کا منکر ہے۔اور اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو وہ ضرور ایسے منکر کو اس کا فہم عطا کرتا لیکن وہ جسے چاہے گمراہ قرار دیتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے، اور وہ سب اُسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔وہ صرف ظن کی اتباع کرتے ہیں۔اور ہم ان کے ہاتھوں میں کوئی ایسی حجت نہیں دیکھتے جسے وہ مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہوں اور نصوص قطعیۃ الدلالت کے مقابل ظنّی اقوال کو پکڑے رہنا خیانت اور تقویٰ کی راہ سے خروج ہے۔پس ان لوگوں کے لئے جو باز نہیں آتے ہلاکت ہے۔

ایسے لوگ جو تدبّر سے کام نہیں لیتے وہ کہیں گے کہ عیسیٰؑ قیامت کی نشانی ہے۔اور تمام اہل کتاب اپنی موت سے قبل اس پر ضرور ایمان لائیں گے۔یہ وہ قول ہے جو انہوں نے اپنے آباء سے سنا ہوا ہے۔لیکن عقلمندوں کی طرح انہوں نے اس پر غور نہیں کیا۔انہیں کیا ہو گیا کہ وہ نہیں جانتے کہ علم (نشان) سے مراد ان کا معجزانہ بغیر باپ کے پیدا ہونا ہے۔اور کوئی صاحب علم و دانش اس کا انکار نہیں کرتا۔باقی رہا تمام اہل کتاب کا عیسیٰؑ پر ایمان لانا جیسا کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے معنی سے سمجھا ہے تو تم اُن کے ایمان کی حقیقت کو خوب جانتے ہو جس کے بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔اور تم جانتے ہو کہ بہت سے یہودی مر گئے لیکن وہ عیسیٰؑ پر ایمان نہیں لائے۔پس تم بالبداہت باطل عقیدے کی خاطر اللہ کے کلام میں تحریف نہ کرو۔جب کہ اللہ نے (واضح طور پر) یہ فرما دیا ہے کہ ’’ہم نے ان کے درمیان قیامت کے دن تک عداوت اور بغض ڈال دیا۔‘‘ پھر عیسیٰؑ پر ایمان لانے کے بعد عداوت کیسی؟ کیا تمہارے سر میں ذرہ بھر بھی عقل باقی نہیں رہی۔کیا اس آیت میں اس شخص کا ردّ نہیں جو یہ خیال کرتا ہے کہ یہودیوں کے تمام فرقے عیسیٰؑ پر ایمان لائیں گے۔پھر کیا وجہ ہے کہ تم اس نص کی مخالفت کر رہے ہو جو بالکل ظاہر و باہر ہے۔پھر تمہارے ہاتھ میں وہ کونسی آیت باقی رہ گئی ہے جسے تم مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہو۔مجھے تمہاری حالت پر حیرانی ہے کہ کس دلیل کی بنا پر تم مخاصمت کر رہے ہو جبکہ اللہ نے قرآن میں متعدد بار عیسیٰؑ کی موت کا ذکر فرمایا ہے پھر تم کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتے۔اور اللہ رب العالمین کے کلام میں تناقض محال ہے۔تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم معقول دلائل سے دشمنی رکھتے ہو اور منقول دلائل کی تکذیب کرتے ہو۔اور ہم تمہارے سامنے اللہ کا کلام پیش کرتے ہیں لیکن تم منہ موڑ کر گزر جاتے ہو۔اور تم جانتے ہو کہ بلا کسی تخصیص مسیح موعود کا نزول ایسا امر ہے جس پر ہم اور تم بلا اختلاف ایمان رکھتے ہیں۔پس ہمارے اور تمہارے درمیان اصل جھگڑا ابن مریم کے آسمان سے نزول کے متعلق ہے۔اس لئے اللہ نے اپنے روشن صحیفوں میں اس کی موت کی خبر دے کر اس نزاع کا فیصلہ فرما دیا۔پس جسے اللہ ہدایت دینا چاہتا ہے تو وہ اس کے سینے کو قرآنی بیان کے لئے کھول دیتا ہے۔اور فرقان حمید کے بعد ہمارے اور تمہارے نزدیک وہ کون سی ایسی کتاب ہے جسے مضبوطی سے پکڑا جا سکتا ہے؟ حیف ہے تم پر کہ نہ تو تم مناظرہ کے لئے حاضر ہوتے ہو اور نہ مباہلہ کے لئے آتے ہو۔ہاں دُور سے حملے کر رہے ہو۔اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت سے کثیر دلائل موجود ہیں۔پس ہم ان لوگوں کے سامنے انہیں کیسے پیش کریں جو اعراض کر رہے ہیں۔کیا وہ نہیں جانتے کہ بدعتی اور کافر اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ مدد دیئے جاتے ہیں۔اور نہ ہی اللہ کے ہاں انہیں قبولیت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی وہ نیکوکار لوگوں کی طرح ترجیح دیئے جاتے ہیں۔وہ کون سا گناہ میری طرف منسوب کرتے ہیں سوائے اس کے کہ مَیں نے انہیں عیسیٰ کی موت کی خبر دی جب کہ ان سے پہلے تمام نبی فوت ہو چکے ہیں۔کیا وہ اس مستند اجماع سے اعراض کریں گے جو واضح اور روشن نص پر قائم ہے یا وہ خود فیصلہ کرنے والے ہیں۔اللہ کی قسم! عیسیٰ فوت ہو گئے۔اور وہ حقِ صریح سے عناد رکھتے ہیں اور وہ کچھ کہہ رہے ہیں جو قرآن کے خلاف ہے اور وہ اللہ سے ڈرتے نہیں۔اور انہیں عیسیٰ کی موت کے بارے میں کیا اشکال درپیش ہے، دراصل وہ حد سے تجاوز کرنے والی قوم ہیں۔وہ اسے (یعنی عیسیٰ کو) ایسی صفت سے خاص کر رہے ہیں جو انسانوں میں سے کسی شخص میں نہیں پائی جاتی۔وہ جانتے بوجھتے ہوئے عیسائیوں کی تائید کرتے ہیں اور اللہ کی غیرت یہ کیسے گوارا کر سکتی ہے کہ کوئی شخص ایسی صفت کے ساتھ مخصوص کیا جائے جس میں ابتدائے دنیا سے اس کی انتہا تک اس کا کوئی شریک نہ ہو۔اس سے بڑھ کر کون سا عقیدہ کفر کے زیادہ قریب ہے۔کاش وہ غور کرتے کیونکہ ایسی تخصیص شرک کی بنیاد ہے۔اے جاہلو! شرک سے بڑا کونسا گناہ ہے اور جب نصرانیوں نے کہا کہ عیسیٰ بن باپ ولادت کی وجہ سے ابن اللہ ہے اور وہ اس عقیدہ کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں تو اللہ نے اس قول کے ذریعہ اُنہیں جواب میں فرمایا کہ ’’اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی حالت آدم کی حالت کی طرح ہے جسے اس نے خاک سے پیدا کیا پھر اسے کہا کہ ہو جا، تو وہ ہو گیا‘‘ لیکن ہم عیسیٰ کے رفع اور اس کے نزول کی خصوصیت کا جواب قرآن میں نہیں پاتے۔جبکہ وہ صلیبیوں کے ہاں الوہیت عیسیٰ پر تمام دلائل میں سے سب سے بڑی دلیل ہے۔اگر ہمارے ربّ رحمٰن کے علم میں عیسیٰؑ کے آسمان پر چڑھنے اور وہاں سے اترنے کا معاملہ درست ہوتا تو لازمی تھا کہ اللہ فرقانِ حمید میں بھی عیسیٰ کے مثیل کا ذکر فرماتا جس طرح اس نے حضرت آدم کا ذکر فرمایا ہے تا کہ وہ اس طرح عیسائیوں کی حجت کو باطل کرے۔بلاشبہ اس ترکِ جواب میں یہ اظہار موجود ہے کہ یہ قصہ باطل اور بے بنیاد ہے اور محض غیر معقول باتوں کی طرح ہے۔کیا تم جانتے ہو کہ وہ کونسی مصلحت تھی جس نے خدا تعالیٰ کو اس جواب سے روکا۔حالانکہ یہ اللہ پر لازم تھا کہ وہ جواب دیتا اور نصاریٰ کے اس خیال کی بالاستیعاب بیخ کنی کرتا۔اور عیسائی علماء ایسے لوگ ہیں جو ہر روز اپنے غُلو میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور اپنے تکبر اور سرکشی کی وجہ سے حق کی طرف توجہ نہیں کرتے۔اور میں نے اسلام کی تائید کے لئے ان پر اللہ کی حجت تمام کر دی ہے۔‘‘ ......(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 120 تا125۔شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ربوہ)

لجنہ اماء اللہ یوکے کی عہدیداروں کے دوروزہ نیشنل ریفریشر فورم میں حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

احمدی عہدیداروں کو اپنے نمونے سے دوسروں کی رہنمائی کرنے اور اپنے دین کے متعلق کسی شک وشبہ میں مبتلا نہ ہونے کی تلقین اور دیگر اہم نصائح

(پریس ڈیسک۔7؍دسمبر 2016ء) اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ یوکے کی عہدیداروں کا دوروزہ نیشنل ریفریشر فورم 3 اور 4 دسمبر 2016ء کو بمقام بیت الفتوح لندن منعقد کیا گیا۔اس ریفریشر فورم میں لجنہ اماء اللہ کی عہدیداروں کو اپنے کاموں میں مزید بہتری پیدا کرنے کی تلقین کی گئی۔متعدد workshops، مذاکرات اور پریزینٹیشنز کے پروگرام اس فورم میں شامل تھے۔

ریفریشر فورم کی حاضری امسال 1400 سے زائد رہی۔

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت ریفریشر فورم کے اختتامی اجلاس میں رونق افروز ہوئے اور انگریزی زبان میں اختتامی خطاب فرمایا۔

تشہد،تعوذ،تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

لجنہ اماء اللہ کی عہدیداروں کا ریفریشر فورم اب اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ فورم آپ کے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عہدیداروں کو ہر آن محض اللہ تعالیٰ کی خاطر اخلاص کے ساتھ خدمت کرنے کی تلقین فرمائی۔حضورانور نے فرمایا کہ آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے لئے اپنی خدمت پیش کرنا ہرگز برکت کا باعث نہیں بن سکتا جب تک یہ خدمت محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اُس کی رضا کے حصول کی خاطر نہ کی جائے جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔

عہدیداروں کو اپنے نمونہ سے دوسروں کی رہنمائی کرنے کی تلقین کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

عہدیدار ہونے کی حیثیت سے یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ تقویٰ کی مشعل کو بلند رکھیں اور تاریکی میں دوسروں کی رہنمائی کریں۔اس طرح دوسروں کے لئے راستہ کو روشن کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کا اپنا طرز عمل ایک نمونہ ہو اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاص طور پر عاجزی اختیار کرنے اور تکبر سے بچنے کے بارہ میں فرمایا:

یقیناً وہ احمدی جنہیں جماعت میں کوئی ذمہ داری سپرد کی گئی ہے یا جنہیں افراد جماعت کی اخلاقی اور روحانی تربیت کا کام دیا گیا ہے ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے اگر وہ تکبر کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو کسی بھی حیثیت میں دوسرے سے بالا سمجھتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عہدیداروں کو گھر میں بھی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ عہدیداروں کو افراد خانہ کے لئے بہترین نمونہ بننا چاہئے۔

حضورانور نے فرمایا کہ عہدیداروں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لازمًا ایک نمونہ ہونا چاہئے۔انہیں لازمًا اپنے گھر میں بہترین اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور بہترین نیک نمونہ بننا چاہئے تاکہ اُن کے اپنے بچے اُن سے نمونہ حاصل کریں۔عہدیداروں کو اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ اُن کے اپنے گھر پُرامن ہوں۔اُن کا گھریلو ماحول نیک ہو اور روحانی لذت کے اعتبار سے جنت نظیر ہو۔

احمدی مسلمان عورتوں کو اسلامی تعلیمات پر فخر کرنا چاہئے۔اس کی اہمیت بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں تک آپ کے مذہب کا تعلق ہے آپ کو ہرگز اپنے مذہب سے متعلق کسی قسم کی شرمندگی نہیں ہونی چاہئے۔آپ کو مذہب سے متعلق کسی بھی معاملہ میں یا اسلامی تعلیمات سے متعلق کبھی بھی احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔اس کے برعکس آپ کو اپنے مذہب پر فخر کرنا چاہئے اور کھلے عام اس پر عمل کرنا چاہئے۔آپ کو اپنے قول اور فعل سے اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کرنی چاہئے۔ یہ بات صرف عہدیداروں کے لئے نہیں ہے، تاہم عہدیداروں کا خاص طور پر فرض ہے کہ وہ اس لحاظ سے بہترین نمونہ بنیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عہدیداروں کو بدصحبت اور فضول مجالس سے بچنے کی طرف توجہ دلائی کیونکہ یہ باتیں تقویٰ کی باریک راہوں سے دُور لے جاتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تقویٰ کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ انسان ایسی مجالس میں نہ بیٹھے جن میں اللہ تعالیٰ یا آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی قسم کی ہتک کی جائے۔یقیناً مومنین کو ایسی مجالس سے دُور رہنا چاہئے جہاں لوگوں کا مذاق اڑایا جاتا ہو یا بدظنی کی جاتی ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا: مثلاً جب لوگ کسی کے بھائی یا بہن کے خلاف بات کر رہے ہوں تو اس جگہ پر بیٹھے رہنا بھی کلیۃً غلط ہے، خواہ آپ ذاتی طور پر گفتگو میں حصہ ڈال رہے ہوں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسی گفتگو یا بحث مباحثہ میں خاموشی سے بیٹھے رہنا تقویٰ کے اصولوں کے خلاف ہے۔

جماعتی کام اور گھریلو ذمہ داریوں میں توازن رکھنے کے بارہ میں بات کرتے ہوئے حضورانور نے لجنہ اماء اللہ کی عہدیداروں کو نصیحت کی کہ وہ اس معاملہ میں اپنے خاوندوں سے بات کریں اور احتیاط سے ایک متوازن شیڈول تشکیل دیں۔حضورانور نے فرمایا کہ ایسے مواقع پر جب لجنہ اماء اللہ کی عہدیدار اپنے کاموں میں مصروف ہوں تو ان کے خاوندوں کو اِسے کوئی ایشو نہیں بنانا چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کبھی نہ بھولیں کہ ماں ہونے کی حیثیت سے آپ کا اوّلین فرض ذاتی طور پر اپنے بچوں کی اخلاقی تربیت کرنا ہے اور انہیں اسلامی تعلیمات کے مطابق پروان چڑھانا ہے۔پس جب آپ کے بچے سکول سے واپس آجائیں تو آپ کو جس حد تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ وقت گھر پر گزارنا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا: ایسا نہ ہو کہ گھر سے باہر آپ لجنہ کے کاموں میں مصروف ہوں اور آپ کو اُن لوگوں میں شمار کیا جائے جو دوسروں کے لئے نمونہ ہیں لیکن آپ کے اپنے ہی گھر میں اپنے بچوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کی جو ذمہ داری ہے اُسے ادا کرنے سے قاصر رہ رہی ہوں۔

حضور انور نے لجنہ کو اپنی روحانی حالت اور تقویٰ کو بڑھانے کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا کہ قرآن کریم پڑھنا اور قرآن کریم کے علوم حاصل کرنا اپنی روحانی حالت کو بہتر بنانے اور تقویٰ بڑھانے کے لئے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام عہدیدار لازمًا باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کریں اور اس کے علوم حاصل کریں اور اپنے اندر اس کا فہم و ادراک پیدا کریں۔آپ کو یہ دیکھنا چاہئے کہ قرآن کریم کس بات کی اجازت دیتا ہے اور کس بات کی ممانعت کرتا ہے۔جب آپ کو ان باتوں کا علم ہوگا تب ہی آپ دوسروں کی رہنمائی کے لئے ایک نمونہ بن سکیں گے۔ اور تب ہی آپ کے قول میں وقعت ہوگی اور آپ کی باتوں کا دوسروں پر اثر ہوگا۔

لجنہ اماء اللہ کے بانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کے vision پر بات کرتے ہوئے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ لجنہ کے پروگرامز جماعت کی خدمت کے لئے متحرک کرنے اور فکر و عمل کی طرف مائل کرنے والے پروگرامز ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ کو باقاعدگی کے ساتھ مذہب کے بارہ میں بات چیت کرنی چاہئے۔سیمینارز اور مذہبی امور پر بات چیت کے پروگرامز ایسے تشکیل دیئے جائیں کہ ہر عمر کے لوگ یا کسی بھی قومیت سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے یہ پروگرامز دلچسپ ہوں۔مزید برآں ہر عہدیدار کو اللہ تعالیٰ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پیار کا اعلیٰ ترین معیار ظاہر کرنا چاہئے۔

آخر پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی ذمہ داریوں کو بہترین طور پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ پر مسلسل اپنے خاص فضلوں کی بارش برساتا رہے۔آمین۔

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 8 دسمبر 2016ء بروز جمعرات 11:30 بجے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ فضیلہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عبد الحفیظ صاحب ایڈووکیٹ آف ملتان) یوکے کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

آپ 5؍دسمبر 2016ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔اِنَّـا لِلّٰـهِ وَاِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ مکرم چوہدری عبدالرحمان صاحب سابق امیر ضلع ملتان کی بیٹی اور مکرم عبد النعیم جنجوعہ صاحب ایڈووکیٹ کی والدہ تھیں۔ انتہائی نیک، دعاگو، صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، مخلص اور سلسلہ کی فدائی خاتون تھیں۔جماعتی مہمانوں کی ضیافت اور مہمان نوازی کا بہت خیال رکھتی تھیں۔پسماندگان میں چار بیٹے اور سات پوتے پوتیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم منعم باللہ صاحب (امیر جماعت چٹاگانگ۔ بنگلہ دیش)

18؍ستمبر 2016ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے دادا محترم عبدالمجید صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے 1908ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔1948ء میں یہ خاندان مشرقی بنگال منتقل ہوگیا۔آپ نے ڈھاکہ یونیورسٹی سے انگریزی میں ماسٹرز مکمل کیا اور 1965ء سے 2005ء تک نظام پور یونیورسٹی کالج کے پرنسپل رہے۔چٹاگانگ کے امیر کے طور پر آپ نے نہایت فدائیت کے ساتھ خدمت کی توفیق پائی۔

(2) مکرم ایس ایم نظامی صاحب (سابق امیر جماعت چٹاگانگ۔بنگلہ دیش)

10؍اکتوبر 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنَّـا لِلّٰـهِ وَاِنَّـا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ نے 1962ء میں احمدیت قبول کی۔امیر جماعت چٹاگانگ کے علاوہ آپ نے دیگر مختلف عہدوں پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ 1974ء میں جب بھٹو نے بنگلہ دیش کا دورہ کیا تو اس وقت جماعت کی نمائندگی میں آپ نے جماعت احمدیہ کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کے فیصلہ کے خلاف ایک میمورنڈم پیش کرنے کی توفیق پائی۔

(3) مکرم احمد دین صاحب (ابن مکرم نور محمد صاحب۔ کوٹلی۔آزاد کشمیر)

27؍اکتوبر 2016ء کو گوئی ضلع کوٹلی (آزاد کشمیر) میں برموچ کے مقام پر واقع کنٹرول لائن کے پاس بھارتی فوج کی فائرنگ کے دوران سر میں گولی لگنے سے 60 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم محمد اکرم عزیز صاحب۔کارکن دفتر جلسہ سالانہ ربوہ (ابن مکرم حسین بخش صاحب۔ربوہ)

19؍نومبر 2016ء کو 71 سال کی عمر میں ایک حادثہ کے نتیجہ میں فضل عمر ہسپتال میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کا دفتر جلسہ سالانہ ربوہ میں 6 اپریل 1975ء کو بطور مددگار کارکن تقرر ہوا تھا۔اس وقت سے لے کر تادم آخر آپ نے 41 سال 7 ماہ دفتر جلسہ سالانہ میں بڑے خلوص، فدایت اور جانفشانی کے ساتھ خدمت بجالانے کی توفیق پائی۔آپ صوم وصلوۃ کے پابند، چندہ جات میں باقاعدہ، انتہائی سادہ اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک، احمدیت اور خلافت کے انتہائی مخلص

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم ـ عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 431

مکرم محمد قسوات صاحب (1)

مکرم محمد قسوات صاحب کا تعلق سیریا سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1974ء میں ہوئی۔ 2008ء میں MTA 3 العربیہ کے ذریعہ ان کا جماعت سے تعارف ہوا اور 2009ء میں انہوں نے بیعت کے لئے خط لکھ دیا۔ سیریا میں حالات کی خرابی کے باعث 2015ء میں ہجرت کر کے وہ ترکی آگئے اوراب بفضلہٖ تعالیٰ جرمنی پہنچ چکے ہیں۔ وہ اپنے سفرِ احمدیت کی داستان کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ابتدائی حالات

میرا تعلق سیریا کے شہر حمص کے ایک معروف دینی گھرانے سے ہے۔ میری والدہ کا تعلق آل السبسبی نامی خاندان سے ہے جس کا نسب اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ وہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور اسلامی اقدار اور اخلاق کی حفاظت کرنے والی تھیں اور یہی باتیں انہوں نے اپنی اولاد میں پیدا کرنے کی کوشش کی۔

میرے والد صاحب اپنے گھر میں سب سے بڑے تھے۔ میرے دادا جان کی اچانک وفات کی وجہ سے ساری ذمہ داری والد صاحب پر آگئی اور انہوں نے بہن بھائیوں کو باپ بن کر پالا اوران کی شادیاں کیں۔ اس لئے ابھی تک وہ ان کی والد کی طرح عزت کرتے ہیں۔ میرے والد صاحب شادی بیاہ اور دیگر خوشی کے مواقع پر نعتیں اور دینی قصائد پڑھا کرتے تھے اور حمص شہر میں اس کام کے لئے مشہور تھے۔

میں نے ایف اے کے بعد ایک انسٹیٹیوٹ میں داخلہ لیا لیکن بعض حالات کی وجہ سے پڑھائی جاری نہ رکھ سکا اور اپنے والد صاحب کے ساتھ کچھ عرصہ کے لئے نعتیں اور دینی قصائد پڑھتا رہا لیکن یہ کام مستقل نہ تھا اس لئے والد صاحب نے کپڑا بننے اور تولئے و دریاں بنانے کا کام اس کے ساتھ ساتھ جاری رکھا ہوا تھا۔ مجھے بھی والد صاحب سے یہ کام سیکھنے کا موقع ملا۔ اور اب اس کام میں میرے پاس 25 سال کا تجربہ ہے۔ اسی طرح اور کئی کاموں کے علاوہ چونکہ مجھے احکام تجوید اچھی طرح آتے تھے اس لئے کچھ عرصہ کے لئے میں امام مسجد اور مؤذن بھی رہا۔

امام مہدی کی تلاش

مجھے مولوی حضرات کے خطابات کو سن کر نہ جانے کیوں یہ احساس تھا کہ یہ امام مہدی کا زمانہ ہے۔ اس کی تلاش میں مَیں نے مختلف مولویوں کی شاگردی اختیار کی کہ شاید کہیں سے مجھے امام مہدی کے بارہ میں کوئی خبر مل جائے لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ میرا تعارف سلفیوں سے ہوا تو بہت جلد ان کے متشددانہ خیالات کی وجہ سے اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ زبان کے شہسوار ہیں جبکہ ان کے ہاں روحانیت کا خانہ خالی ہے۔ پھر میں نے صوفیوں میں اپنی گم گشتہ متاع کو ڈھونڈنا چاہا لیکن وہاں بھی مجھے عجیب وغریب چیزیں ملیں۔

صوفیوں کی مشرکانہ عادات

مجھے یاد ہے کہ جب میں نے صوفیوں میں شمولیت اختیار کی تو ان کی ذکر کی مجالس میں تو شریک ہوتا تھا لیکن ایسے امور سے حتی الوسع اجتناب کرتا تھا جن کے بارہ میں میرا دل مطمئن نہ ہوتا تھا۔

ایک بار مجھے وہ ایک قبر پر لے گئے جو کسی ولی اللہ کی قبر تھی۔ وہاں مجھے قبر کے سامنے دو رکعت نماز ادا کرنے کا کہا گیا۔ یہ میرے مزاج کے بالکل خلاف تھا۔ میں اس بھیڑ میں زیادہ اعتراض بھی نہ کرسکتا تھا چنانچہ میں نے چاروناچار کسی قدر رُخ پھیر کر نماز ادا کی تا قبر بالکل سامنے نہ آئے۔ اس طرح قبر کے سامنے نماز پڑھنا شرک سے کسی طور کم نہ تھا۔ یہاں سے فارغ ہوئے تو مجھے کہا گیا کہ اس قبر پر لگی ہوئی لکڑی کی تختی پر تین بار دستک دینے کے بعد جو دعا مانگو گے، ولی اللہ اس کو قبول کرتے ہوئے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کریں گے اور تمہارے مَن کی مراد پوری ہو جائے گی۔ میں اس بات کا قائل نہ تھا اور یہاں سے جلد نکلنا چاہتا تھا چنانچہ جیسے مجھے کہا گیا مَیں نے جلدی جلدی ایسے ہی کیا اور وہاں سے نکل آیا۔

اس کے بعد میں نے کہا کہ شاید بہتر راستہ یہی ہے کہ سلفیوں اور صوفی ازم کے معتدلانہ خیالات پر عمل کیا جائے اور ایسے امور سے دور رہنا بہتر ہے جن میں مبالغہ آرائی سے کام لیا گیا ہے یا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمت کے خلاف ہیں۔ لیکن ان جماعتوں میں شمولیت کا تقاضا تھا کہ یا تو سلفی بنو یا صوفی۔ اور جب کسی ایک جماعت کا انتخاب کرو تو پھر اس کے تمام عقائد پر ایمان لانے اور ان پر کماحقہ عمل کرنے کا پابند ہونا پڑے گا۔

بالآخر میرا تعارف شیخ سعید الکحیل سے ہوا جو مسجد خالد بن ولید کے امام تھے۔ وہ صوفی تھے اور معتدل دینی خیالات کے مالک تھے میں نے ان کی شاگردی اختیار کر لی اور اپنے طریق پر اچھی باتوں کی پیروی کرتا رہا۔

جنّ بھوت کے بارہ میں عقیدہ

میں جنّ بھوت کے تصور کا بھی قائل نہ تھا۔ ہمارے ملک میں جگہ جگہ مراکشی باشندوں نے یہ کام سنبھالا ہوا تھا کہ وہ آتے جاتے لوگوں کو بلا بلا کر ان کے ہاتھوں کی لکیریں دیکھ کر قسمت کا حال بتانے اور جن نکالنے کا دعویٰ کرتے تھے۔ مجھے ان کے اس طریق سے سخت نفرت تھی۔ ایک روز ایسے ہی ایک شخص نے مجھے روک کر کہا کہ تم پر جنّوں کا سایہ ہے، آؤ میں تم پر دَم کر کے اس کو دُور کر دوں۔ مَیں نے کہا کہ تم دم کر کے اس جن کو میرے سامنے لاؤ کیونکہ میں تمہارے سامنے اسے پچھاڑ کے دکھاؤں گا۔ اور اگر تمہارا یہ جن سنتا ہے تو اسے کہہ دو کہ وہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس نے کہا کہ وہ تمہیں جلا کر راکھ کر دے گا۔ میں نے کہا وہ مجھے ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس نے کہا میں تمہیں حصن حصین دیتا ہوں یہ لے جاؤ تو تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ میں نے کہا میں اسے تنور میں ڈال دوں گا۔ یہ سن کر اس کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی راہ لی کہ تم مومن ہو اور تمہارا ایمان مضبوط ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ میں قبول احمدیت سے قبل ہی فطری طور پر اسی راستے پر گامزن تھا جو احمدیت کی طرف لے جانے والا تھا۔

احمدیت سے تعارف

میرا برادر نسبتی عربی زبان کا استاد ہے۔ چونکہ مجھے بھی مختلف قصائد وغیرہ کے پڑھنے اور مولوی حضرات سے مسلسل رابطے کی وجہ سے صرف ونحو میں بہت دلچسپی تھی اس لئے کبھی کبھار میری اس سے انہی امور کے بارہ میں بات ہوجاتی تھی۔ 2008ء کی بات ہے کہ ایک روز وہ ہمارے گھر میں تھا اور عربی زبان اور صرف ونحو سے متعلق بعض امور کے بارہ میں ہماری گفتگو جاری تھی کہ بات کسی اَور طرف چل نکلی اور میں نے کہا کہ اگر دنیا کی طرف دیکھا جائے تو آج ہر طرف نفسانفسی کا عالم ہے۔ دنیا کی حالت بزبان حال کسی مصلح کو بلا رہی ہے۔ آج امام مہدی اور عیسیٰ کہاں ہیں؟ یہ سنتے ہی اس نے کہا کہ تم نے یہ بات کر کے مجھے ایک ٹی وی چینل یاد کرا دیا ہے شاید اس کا نام احمدیہ ٹی وی ہے جو قادیانیوں کا چینل ہے۔ میں نے کچھ عرصہ اس کو دیکھا، پھر ترک کر دیا۔ میں نے پوچھا کہ کیوں ترک کر دیا اور اس کا ہماری گفتگو سے تعلق کیا ہے؟ اس نے کہا: اس چینل پر عجیب وغریب باتیں بیان ہوتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ مسیح نازل ہو چکا ہے اور امام مہدی آ گیا ہے اور یہ دونوں ایک شخصیت کے دو نام ہیں، نیز ان کے ہاں خلافت بھی قائم ہوچکی ہے۔ مَیں نے اس سے اس چینل کی فریکوئینسی مانگی تو وہ کہنے لگا تمہیں اس میں کیوں دلچسپی ہونے لگی ہے؟ مَیں نے کہا کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ مسیح ومہدی کے ایک ہونے کے بارہ میں ان کی دلیل کیا ہے۔

بہر حال میرے برادر نسبتی نے فریکوئینسی دینے کا وعدہ کیا اور میرے دماغ میں خیالات کی ایک عجیب رَو بہ نکلی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مولویوں سے تعلق اور رابطوں کی وجہ سے مجھے ان کے خطابات سننے کا بھی موقعہ ملا تھا اور اسی بنا پر مجھے علم تھا کہ امام مہدی اور مسیح اور دجال کی خبریں مستقبل سے متعلق ہیں اور جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے میرا خیال تھا کہ زمانہ بزبان حال امام مہدی اور مسیح کو بلا رہا ہے کیونکہ میں اپنے اردگرد کے مسلمانوں کی حالت بھی دیکھتا تھا اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے دین میں کوئی نقص پیدا ہوگیا ہے۔ ہماری عبادات ایک رسم بن کر رہ گئی ہیں، خشوع وخضوع کا نام ونشان نہیں ہے، باوجود اس کے کہ ہمارے گھر میں عبادات اور ذکر الٰہی اور روحانی امور کا تذکرہ بکثرت ہوتا تھا لیکن عبادتوں میں دل کا سکون اور اطمینان میسر نہ تھا۔

میں اکثر ایسے امور کا تذکرہ اپنے گھر میں بھی کرتا اور اہل خانہ کے ساتھ میری ایسی بحثوں کا آخری نقطہ یہی ٹھہرتا کہ یہ زمانہ امام مہدی کا زمانہ ہے، اور انہیں اب آ ہی جانا چاہئے تا تمام مشکلات کا حل نکلے۔ اور دل میں یہی تمنا تھی کہ یا ربّ! تُو مجھے اس امام مہدی کی تائید ونصرت کرنے والوں میں سے بنانا۔

اہم اور تاریخی دن

بہر حال، میرے برادرِ نسبتی نے جب مجھے فریکوئینسی دی تو میں نے ایک روز یہ چینل لگا لیا۔ مَیں اس دن کو اپنی زندگی کا سب سے اہم اور تاریخی دن قرار دیتا ہوں۔ میری خوش قسمتی تھی کہ اس روز ایم ٹی اے پر پروگرام پیش کرنے والے احباب گزشتہ پروگرامز کا خلاصہ بیان کر رہے تھے۔ یوں چند منٹوں میں انہوں نے دجّال اور ختم نبوت وغیرہ جیسے مسائل کا خلاصہ بیان کر دیا۔ پھر انہوں نے اس دن کا پروگرام شروع کیا جس کا موضوع تھا: 'وفات مسیح علیہ السلام'۔ انہوں نے ذکر کیا کہ مسیح علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور ان کا جسمانی رفع نہیں ہوا تھا بلکہ واقعۂ صلیب کے بعد وہ اس علاقے سے ہجرت کر گئے تھے۔ ایسے میں مَیں نے دیکھا کہ کئی لوگ فون کال کر کے استفسار کرتے اور کئی بیعت کرنے کا اظہار کرتے۔ یہ سن کر مَیں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ اگر ان کے دلائل کے مطابق یہ موضوعات ثابت ہوجاتے ہیں تو مجھے اس شخص کو امام مہدی ماننے میں کوئی روک نہیں ہے جس کی اتباع کا یہ اعلان کر رہے ہیں۔ پھر ان کے دلائل سنے تو میں مبہوت ہو کر رہ گیا اور سوائے قبول کرنے کے میرے سامنے کوئی چارہ نہ رہا۔

''قادیانیت'' کے نام سے وابستہ تلخ یادیں

ایم ٹی اے کا پروگرام دیکھتے ہوئے جب مَیں نے بانئ جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا نام سنا تو میری یادداشت مجھے کئی سال پہلے ہونے والے بعض واقعات کی طرف واپس لے گئی۔ میں نے ایف اے تک شریعت کی تعلیم حاصل کی تھی اور اس کی ایک کتاب میں یہ ذکر تھا کہ قادیانیت نامی ایک جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اور اس جماعت کے عقائد میں لکھا گیا تھا کہ یہ ناسخ ومنسوخ کے عقیدہ کو نہیں مانتے نیز اسراء ومعراج کو روحانی مانتے ہیں۔ یہاں تک تو ان کی بات کسی حد تک قابل قبول تھی لیکن اس کے بعد جس بات کا ذکر تھا وہ ایسی روک تھی جس کو پار کرنا ناممکن تھا۔ آگے لکھا تھا کہ ان کی ایک علیحدہ کتاب ہے جس کا نام ''کتاب مبین'' ہے، نیز ان کا قبلہ قادیان کی طرف ہے اور ان کی نماز مسلمانوں کی نماز سے مختلف ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس وقت نہ تو کوئی ٹی وی چینل ہوتا تھا نہ ہی انٹرنیٹ، اس لئے ایک عام آدمی کے لئے خود تحقیق کرنے کے وسائل بہت کم تھے۔ اس لئے اس بارہ میں سوچنے کے باوجود مَیں کوئی تحقیق نہ کرسکا۔ بلکہ اس کے برعکس ایسا ہوا کہ میں بازار میں جا رہا تھا کہ ایک جگہ ایک کتاب فروش کے پاس ایک کتاب دیکھی جس کا عنوان کچھ اس طرح کا تھا: ''قادیانیت کا محاسبہ''۔ مَیں نے اس کتاب کو جستہ جستہ دیکھ کر یہی تصور اخذ کیا کہ یہ دین اسلام سے خارج ہونے والی کوئی جماعت ہے۔ بہر حال میں نے کتاب کے بارہ میں پوچھا تو کتاب فروش نے مجھے اوپر سے نیچے تک دیکھ کر کہا کہ بیٹا تم شریعت کے طالبعلم ہو اس لئے اپنے کام سے کام رکھو۔ یہ کتاب کافروں کے بارہ میں ہے اس کو پڑھ کر تمہارے ذہن میں شکوک پیدا ہوجائیں گے۔

مجھے یاد ہے کہ قبول احمدیت کے بعد ایک بار میں اسی کتاب فروش کی دکان کے قریب سے گزر رہا تھا کہ مجھے یہ کتاب یاد آگئی۔ میں نے دیکھا کہ اس وقت وہ کتاب وہاں موجود نہ تھی۔ اس کے بارہ میں کتاب فروش سے پوچھا تو اس نے وہی جواب دیا جو چند سال قبل دیا تھا کہ بیٹا تمہیں اس کتاب سے کیا غرض؟ یہ کفار ہیں۔ میں نے کہا کہ تم اپنی کتابیں فروخت کرنا چاہتے ہو یا لوگوں کے کفر یا اسلام کا فیصلہ کرنے کے لئے بیٹھے ہو؟

پھر میں نے دہریت کے بارہ میں ایک کتاب کے بارہ میں پوچھا تو اس نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ مَیں نے کہا کہ یہ بھی تو کفار ہیں۔ اس پر اس کی زبان لڑکھڑا گئی اور وہ کسی قدر تامل کے بعد کہنے لگا کہ قادیانیت جیسا کفر کسی کا بھی نہیں ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم۔

(باقی آئندہ)

آجکل دنیا میں عورت اور مرد کے حقوق کی بڑی بات ہوتی ہے اور اس کے اظہار میں اس قدر شور مچایا جانے لگا ہے کہ دنیا والے اس بات پر غور کرنے سے انکاری ہیں کہ حقوق کی حدود کو بھی متعین کرلیں۔ یہ دیکھ لیں کہ کہاں انسان کی بناوٹ کے اعتبار سے جس میں جسمانی بناوٹ بھی ہے اور فطری صلاحیتیں بھی ہیں فرق کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تو جو تعلیم قرآن کریم میں دی ہے اور تفصیل سے ہر طبقے کے جو حقوق قائم کئے ہیں اس کا مقابلہ نہ کوئی قانون کرسکتا ہے، نہ ہی کوئی قانون قائم کرنے والے تنظیموں کے دستوروں میں ان کو اس نظر سے دیکھا گیا ہے جس نظر سے قرآن کریم نے دیکھا ہے۔ جس طرح اسلام دیکھتا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اور عورت اور مرد کے حقوق کا تعین بھی دونوں کی فطرتی خصوصیات کے مطابق کرتا ہے۔

دنیا میں مرد نے عموماً عورت پر زیادتی کی اور ہر معاملہ میں اختلاف کرتے ہوئے اپنی برتری ظاہر کرنے کی کوشش کی اور عورت نے بھی اس کے ردّعمل میں اب اپنے حقوق کے لئے ہر بات میں برابری کا مطالبہ کردیا۔ دونوں کی غلطی ہے جس کی اصلاح ہونی چاہئے۔
اور ہم احمدیوں نے جو حقیقی اسلام پر عمل کرنے والے ہیں اس غلطی کی اصلاح کرنی ہے۔

عورت یہ دیکھے کہ اس کے فرائض کیا ہیں اور انہیں اس نے کس طرح احسن رنگ میں ادا کرنا ہے۔ ساس بھی، بہو بھی، بیٹی بھی، ماں بھی۔
اور مرد دیکھے کہ اس کے فرائض کیا ہیں اور اس نے انہیں احسن رنگ میں کس طرح ادا کرنا ہے تو گھروں کے جھگڑے بھی ختم ہو جائیں۔
اور عورتیں جو یہ مطالبے کرتی ہیں کہ ہمیں حقوق دیئے جائیں وہ ختم ہو جائیں۔

اگر عورت یہ سمجھتی ہے کہ بچے کی تربیت اس کا اوّلین فرض ہے اور اسلام کی یہ تعلیم ہے اور اسلام یہ فرض عورت پر ڈالتا ہے کہ بچے کی تربیت تمہارا اوّلین فرض ہے تو وہ نوکریاں کرنے اور بلاوجہ باہر سہیلیوں کے ساتھ گھومنے اور مجلسوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے بچوں کی تربیت پر توجہ دے گی۔
وہ صرف اپنے بچے کی تربیت نہیں کررہی ہوگی بلکہ قوم کے بچوں کی تربیت کرکے انہیں ملک و قوم کا فعال حصہ بنا رہی ہوگی۔

یہاں میں ان عورتوں سے بھی کہوں گا جن کے بچے وقفِ نَو میں ہیں اور جو سمجھتی ہیں کہ ان کی تربیت کرنا اور ان کو مکمل طور پر سنبھالنا اب جماعت کی ذمہ داری ہے۔
جماعت کی تربیت کی ذمہ داری دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے رہنمائی کرنے کی حد تک تو ہے لیکن بچوں کی بچپن سے نیک ماحول میں اٹھان اور انہیں دینی تربیت دینا، انہیں دین کی اہمیت سمجھانا، انہیں جماعت کے لئے ایک مفید وجود بنانا یہ ماؤں کی ذمہ داری ہے اور باپوں کا بھی اس میں تعاون ضروری ہے کیونکہ مرد اس سے اپنے آپ کو بری الذمہ نہیں کرسکتے۔ یہاں دونوں کو اپنے فرائض ادا کرنے ہوں گے اور عورت کا یہ حق ہے کہ مرد اس معاملے میں اس سے مکمل تعاون کرے۔

عورت اور مرد کی ذمہ داریوں کا جو فرق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہوا ہے اس کے اِدراک کی ضرورت ہے۔ جس دن ہماری ہر عورت کو یہ ادراک حاصل ہوگیا اس دن ہماری نسلیں دنیا کی رہنما بن کر ابھرنا شروع ہو جائیں گی۔ اس دن ہر بچی کا حق محفوظ ہو جائے گا۔ اس دن ہر عورت کا حق محفوظ ہو جائے گا۔ ایسی تربیت سے نکلے ہوئے لڑکے وہ مرد بنیں گے جو عورت کے حقیقی مقام کو پہچاننے والے ہوں گے۔ جو عورت پر ظلم کرنے والے نہیں بلکہ ان کے حق دینے والے ہوں گے۔
وہ باپ پیدا ہوں گے جو بچوں کی صحیح پرورش میں ماؤں کا ہاتھ بٹانے والے ہوں گے۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر 03 ستمبر 2016ء کو بمقام کالسروئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آجکل دنیا میں عورت اور مرد کے حقوق کی بڑی بات ہوتی ہے اور اس کے اظہار میں اس قدر شور مچایا جانے لگا ہے کہ دنیا والے اس بات پر غور کرنے سے انکاری ہیں کہ حقوق کی حدود کو بھی متعین کرلیں۔ یہ دیکھ لیں کہ کہاں انسان کی بناوٹ کے اعتبار سے جس میں جسمانی بناوٹ بھی ہے اور فطری صلاحیتیں بھی ہیں فرق کی ضرورت ہے۔ ان بناوٹوں میں جو فرق ہے اس کو بھی تو دیکھنا چاہئے۔ کون کون سے حقوق ہیں جو مرد اور عورت کے ایک جیسے ہونے چاہئیں اور کہاں ان میں فرق کی ضرورت ہے۔ اور اگر عورت اور مرد کے حقوق میں فرق کئے جانے کی ضرورت ہے تو کس لئے؟ کیا مرد کی برتری ثابت کرنے کے لئے؟ کیا عورت کو اس کی کمزوری کا احساس دلانے کے لئے؟ کیا عورت کی فطرت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے؟ اگر تو اس لئے عورت اور مرد کے حقوق میں غور کیا جائے اور اس فرق کو قائم کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ یقیناً عورت پر ظلم ہے۔ دنیاداروں نے تو اس ظلم کے خلاف آج آواز اٹھائی ہے۔ اسلام نے تو آج سے چودہ سو سال پہلے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی تھی۔ اس کی قرآن کریم کے حوالے سے کچھ تفصیل مَیں جلسہ سالانہ یوکے (UK) میں لجنہ کی تقریر میں بیان کرچکا ہوں۔

لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ ان حقوق کے بارے میں آجکل بہت کچھ کہا جاتا ہے اور یہاں جرمنی میں بھی اس بارے میں بہت شور مچایا جاتا ہے اور ہماری بچیاں اور عورتیں بھی بعض دفعہ اس بات سے متاثر ہو جاتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ یہ شاید عورتوں کے حقوق کے چیمپیئن ہیں اور ہمارے حقوق قائم کرنے کی جو یہ کوشش کررہے ہیں حقیقتاً قابل تعریف ہے۔ یہ ان عورتوں کے حقوق دلوانے کی کوششوں میں تو شاید قابل تعریف ہوں جو ہمیشہ سے حقوق سے محروم تھیں اور جن کو نہ مذہب نے وہ حقوق دیئے جن کی وہ حقدار تھیں اور نہ ملکی قانون نے وہ حقوق دیئے جن کی وہ حقدار تھیں۔ لیکن ایک مسلمان عورت یہ نہیں کہہ سکتی کہ مجھے آزادی دلوانے اور میرے حقوق قائم کروانے میں عورتوں کے حقوق دلوانے کی تنظیموں کا کوئی ہاتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تو جو تعلیم قرآن کریم میں دی ہے اور تفصیل سے ہر طبقے کے جو حقوق قائم کئے ہیں اس کا مقابلہ نہ کوئی قانون کرسکتا ہے، نہ ہی کوئی قانون قائم کرنے والے تنظیموں کے دستوروں میں ان کو اس نظر سے دیکھا گیا ہے جس نظر سے قرآن کریم نے دیکھا ہے۔ جس طرح اسلام دیکھتا ہے۔ ہاں اسلام پر اعتراض کرنے والے یہ اعتراض بیشک کرسکتے ہیں کہ ان حقوق کی پاسداری اور ان پر سو فیصد عمل یا اکثر حصے پر عمل ہمیں اسلامی حکومتوں میں، اسلامی ممالک میں نظر نہیں آتا۔ لیکن یہ اعتراض اسلام کی تعلیم پر نہیں ہوسکتا۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلام اپنے قوانین میں عورتوں کے حقوق کی حق تلفی کرتا ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ مسلمانوں کو اپنی جس شرعی کتاب پر ناز ہے کہ وہ ہر معاملے کا حل پیش کرتی ہے اور بہترین حل پیش کرتی ہے اس نے تو عورتوں کے حقوق کی نفی کی ہے یا ان کا خیال نہیں رکھا۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرتا ہے تو ظلم کرتا ہے۔ ہاں اسلام میں عورت مرد کے حقوق کی فلاسفی اور دنیاوی قوانین یا سوچ کے تحت بنائے گئے حقوق کی تعریف میں فرق ضرور ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اور عورت اور مرد کے حقوق کا تعین بھی دونوں کی فطرتی خصوصیات کے مطابق کرتا ہے۔ یا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے یعنی مرد اور عورت اس لئے ان کے حقوق و فرائض بھی ان دو قسموں کے مطابق رکھے ہیں۔ پس حقوق کا قائم ہونا اسلام کے نزدیک اس فرق کو سامنے رکھتے ہوئے ہونا چاہئے۔ ہاں جہاں ان دونوں قسموں میں اشتراک پایا جاتا ہے، جہاں حقوق مشترک ہیں جس کا میں لجنہ کی یوکے (UK) کی تقریر میں بڑی تفصیل سے ذکر کرچکا ہوں کہ کہاں کہاں اللہ تعالیٰ مردوں اور عورتوں کو

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جن کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوں، جنہوں نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ ہم نے نہیں ماننا، انہیں نہ ہی اللہ تعالیٰ کی تائیدات نظر آتی ہیں نہ ہی نشانات نظر آتے ہیں اور انبیاء کا انکار کرنے والوں کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے کہ نشانات دیکھ کر بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمیں نشان دکھاؤ۔ ان کے حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ بند کر دیتا ہے پھر وہ سچائی کو پا ہی نہیں سکتے اور بعض اوقات نبی کی تائید میں اللہ تعالیٰ انہیں ہی عبرت کا نشان بنا دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تائید میں اللہ تعالیٰ کے بہت سے نشانات بتائے کہ یہ یہ پورے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات بھی بتائے کہ آپ نے یہ یہ فرمایا۔ یہ پیشگوئیاں فرمائیں، یہ پوری ہوئیں لیکن ان مذہبی سرداروں نے خود بھی نہیں مانا اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور اب تک کرتے چلے جا رہے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں ظاہر ہونے والے نشانات کا ایمان افروز تذکرہ

ہم جو روز اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نئے سے نئے نظارے دیکھتے ہیں انشاء اللہ وہ دن بھی ضرور آئے گا جب یہ نظارے بھی نظر آئیں گے کہ دوسرے لوگ، دوسری قومیں بالکل معمولی حیثیت کی ہوں گی۔ لیکن ہمیں اپنے اندر بھی اور اپنی نسلوں کے اندر بھی دین کی روح پھونکنے کی ضرورت ہے جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ یہ نظارے دکھائے۔

جہاں تائیدات ہوں وہاں مخالفتیں بھی ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے۔ لیکن یہ مخالفتیں خوفزدہ نہیں کرتیں بلکہ ایمان کو مضبوط کرتی ہیں، ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔

گزشتہ دنوں ربوہ میں تحریک جدید کے دفاتر اور ضیاء الاسلام پریس پر حکومت کی پولیس کے خاص ادارے کے Raid اور بعض افراد کی گرفتاری پر احمدیوں کے ردّعمل کا تذکرہ کہ ہم ان باتوں سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ ہمارے ایمان مضبوط ہیں اور ہم ہر مشکل کا مقابلہ کریں گے اور قربانی دیں گے۔

الجیریا میں بھی حکومت کی طرف سے احمدیوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے۔

الزام لگایا جاتا ہے کہ احمدی حکومت کے خلاف سازش کر رہے ہیں یا فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں کسی بھی جگہ کوئی بھی احمدی کبھی ملکی قانون سے لڑنے والا نہیں اور حکومت سے لڑنے والا نہیں بلکہ ہم تو امن، پیار اور محبت پھیلانے والے ہیں ہاں اس کی خاطر قربانیاں بھی دینی پڑیں تو دیں گے۔ انشاء اللہ۔

پاکستانی مولوی ہوں یا کوئی مذہبی لیڈر ہوں یا دنیاوی طاقتیں ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور یہ لوگ کبھی بھی احمدیت کی ترقی میں روک نہیں بن سکتے۔ لیکن اس کے لئے صرف ہم اپنے مبلغوں پر انحصار نہیں کر سکتے کہ وہ تبلیغ کریں اور احمدیت کو پھیلائیں۔ اگر اس ترقی کا حصہ بننا ہے اور ہمیں بننا چاہئے تو ہمیں بھی دعاؤں کی طرف اپنی توجہ پھیرنی ہوگی۔ اپنی روحانیت کو بڑھانا ہوگا۔ تعلق باللہ کو بڑھانا ہوگا۔ اور یہی چیزیں ہیں جو احمدیت کی مخالفت کو بھی ختم کریں گی اور احمدیت کی ترقی میں بھی ہمیں انشاء اللہ تعالیٰ حصہ دار بنانے والی ہوں گی۔

مکرم سفنی ظفر احمد صاحب مبلغ انڈونیشیا کی وفات۔ مرحوم کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 9 دسمبر 2016ء بمطابق 9 فتح 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

جن کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوں، جنہوں نے یہ فیصلہ کیا ہو کہ ہم نے نہیں ماننا، انہیں نہ ہی اللہ تعالیٰ کی تائیدات نظر آتی ہیں نہ ہی نشانات نظر آتے ہیں اور انبیاء کا انکار کرنے والوں کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے کہ نشانات دیکھ کر بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمیں نشان دکھاؤ۔ ان کے حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ بند کر دیتا ہے پھر وہ سچائی کو پا ہی نہیں سکتے اور بعض اوقات نبی کی تائید میں اللہ تعالیٰ انہیں ہی عبرت کا نشان بنا دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین بھی ایسے تھے جن کو باوجود دیکھنے کے اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے کوئی نشان نظر نہیں آتا تھا یا نظر پھیر لیتے تھے۔ اور پھر ان میں بعض ائمۃ الکفر عبرت کا نشان بھی بنے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تائید میں اللہ تعالیٰ کے بہت سے نشانات بتائے کہ یہ یہ پورے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات بھی بتائے کہ آپ نے یہ یہ فرمایا۔ یہ پیشگوئیاں فرمائیں، یہ پوری ہوئیں لیکن ان مذہبی سرداروں نے خود بھی نہیں مانا اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور اب تک کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان نشانوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلسلہ کی سچائی کے لئے مختلف موقعوں پر مختلف نشانات بتائے۔ آپ نے جو نشانات بیان فرمائے ہیں اور یہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کو نشان قرار دیا ہے۔ ان میں سے کسوف و خسوف کا نشان ہے یعنی چاند اور سورج گرہن کا نشان ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ نشان پورا نہیں ہوا

تھا مولوی لوگ جو تھے وہ رو رو کر اس حدیث کو پڑھا کرتے تھے اور جب یہ نشان پورا ہوا اور نہ ایک دفعہ بلکہ دو مرتبہ پورا ہوا۔ ایک اس ملک میں یعنی ہندوستان میں اور دوسری مرتبہ امریکہ میں تو یہی لوگ جو اس نشان کو مانگتے تھے اپنی بات سے پھر پھر گئے۔ نشان سے انکار نہیں کر سکے کیونکہ وہ تو ظاہر ہو گیا تھا لیکن ڈھٹائی اور ضد آڑے آ گئی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ جب یہ نشان پورا ہوا تو ایک مولوی غلام مرتضیٰ نام نے خسوف قمر کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مار کر یعنی بڑے رنج اور غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اب دنیا گمراہ ہو گئی۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خیال کرو کیا وہ خدا تعالیٰ سے بڑھ کر دنیا کا خیر خواہ تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں طاعون کا نشان بھی ہے، نہریں نکالے جانے کا نشان بھی ہے۔ یہ قرآن کریم کی پیشگوئی ہے۔ نئی آبادیاں ہونے کا نشان بھی ہیں۔ پہاڑ چیرے جانے کے نشان بھی ہیں۔ کتابوں اور اخبارات کی اشاعت کے نشانات بھی ہیں۔ نئی سواریاں ہیں۔ غرض بہت سے نشان ہیں جو آپ نے بیان فرمائے ہیں جن کی خبر قرآن کریم میں بھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دی۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 158-157۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان فرماتے ہوئے کہ لوگ بجائے نشانات اور اللہ تعالیٰ کی تائیدات کو دیکھنے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرتے ہیں اور ایسے چھوٹے چھوٹے بودے اعتراض کہ جو عجیب مضحکہ خیز اعتراض ہوتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے نشان پر نشان دکھائے۔ آپ نے معجزے پر معجزہ دکھایا۔ بعض لوگ آئے جنہوں نے آ کر اس قسم کے اعتراض کئے اور کہا کہ ان کی تو پگڑی ٹیڑھی ہے، یہ مسیح موعود کس طرح ہو سکتے ہیں؟ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ آپ نے معجزے پر معجزہ دکھایا مگر بعض ایسے لوگ آئے جنہوں نے کہا کہ یہ 'ق' صحیح طور پر نہیں بول سکتے یہ کہاں سے مسیح موعود ہو سکتے ہیں؟ آپ نے آیت پر آیت دکھائی مگر ایسے لوگ آئے جنہوں نے کہا انہوں نے بیوی کے لئے زیور بنائے ہیں۔ یہ بادام روغن استعمال کرتے ہیں۔ انہیں ہم کس طرح مان سکتے ہیں؟ تو یہ اعتراضات تھے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ خدا کے نشانوں سے آنکھیں بند نہ کرو۔ فرمایا کہ کئی لوگ حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آ کر کہتے۔ کوئی نشان دکھائیں تو آپ فرماتے کیا پہلے نشانات سے تم نے کوئی فائدہ اٹھایا کہ اَور چاہتے ہو؟ جب پہلے ہزاروں نشانات سے تم نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا تو کسی اَور سے کس طرح اٹھاؤ گے۔ تو ایسے لوگ ہمیشہ محروم ہی رہتے ہیں۔ ان کی یہی قسمت ہے کہ محروم رہیں۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 11 صفحہ 225-224)

ایک ایسا زبردست نشان جو ہر روز پورا ہوتا ہے جس کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کتاب براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ مجھے ایک دعا سکھاتا ہے یعنی بطور الہام فرماتا ہے کہ رَبِّ لَاتَذَرْنِیْ فَرْداً وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ یعنی مجھے اکیلا مت چھوڑ اور ایک جماعت بنا دے۔ یہ آپ نے اس کا ترجمہ خود ہی کیا ہوا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ دوسری جگہ فرمایا یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ ہر طرف سے تیرے لئے وہ زاد اور سامان جو مہمانوں کے لئے ضروری ہے اللہ تعالیٰ خود مہیا کرے گا اور وہ ہر ایک راہ سے تیرے پاس آئیں گے۔ اور پھر فرمایا۔ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ اور ہر ایک راہ اور ہر طرف سے تیرے پاس مہمان آئیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ 26 سال پہلے کی پیشگوئی ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 161) جب آپ نے یہ ذکر کیا اور جو اَب تک بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے۔ اور یہ جماعت کی ترقی کی پیشگوئی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی آج تک بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے۔ آپ کی جماعت کا ہر روز بڑھنا، مالی قربانی میں لوگوں کا بڑھنا، آپ کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے اور ایک نشان ہے یہ لیکن اسے ہی نظر آتا ہے جس کی آنکھ بینا ہو۔ اندھوں کو نظر نہیں آتا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات کے حوالے سے غلبہ احمدیت کے ذرائع اور جماعتی ترقی کے بارے میں جو واقعات بیان کئے ہیں ان میں سے بعض پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے متواتر بتایا کہ جماعت احمدیہ کو بھی ویسی ہی قربانیاں کرنی پڑیں گی جیسی پہلے انبیاء کی جماعتوں کو کرنی پڑیں۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے رؤیا میں دیکھا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رؤیا میں دیکھا) کہ مَیں نظام الدین کے گھر میں داخل ہوا ہوں۔ نظام الدین کے معنی ہیں دین کا نظام۔ اور اس رؤیا کا مطلب یہ ہے کہ آخر احمدیہ جماعت ایک دن نظام دین بن جائے گی اور دنیا کے اور تمام نظاموں پر غالب آ جائے گی۔ انشاء اللہ۔ مگر یہ غلبہ کس طرح ہوگا اس کے متعلق رؤیا میں آپ فرماتے ہیں کہ ہم اس گھر میں کچھ حسنی طریقے سے داخل ہوں گے اور کچھ حسینی طریقے پر داخل ہوں گے۔ یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کامیابی حاصل کی وہ صلح سے کی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کامیابی حاصل کی وہ شہادت سے حاصل کی۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ نظام الدین کے مقام پر جماعت پہنچے گی تو سہی مگر کچھ صلح محبت اور پیار سے اور کچھ شہادتوں اور قربانیوں کے ذریعہ۔ اگر ہم میں سے کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بغیر صلح اور محبت اور پیار کے یہ سلسلہ ترقی کرے گا تو وہ بھی غلطی کرتا ہے اور اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بغیر قربانیوں اور شہادتوں کے یہ سلسلہ ترقی کرے گا تو وہ بھی غلطی کرتا ہے۔ ہمیں کبھی صلح اور آشتی کی طرف جانا پڑے گا اور کبھی حسینی طریق اختیار کرنا پڑے گا جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے دشمن کے سامنے مر جانا ہے مگر اس کی بات نہیں ماننی۔ یہ دونوں طریق ہمارے لئے مقدر ہیں۔ نہ خالی مسیحیت والا سلوک ہمارا لئے مقدر ہے، نہ خالی مہدویت والا سلوک ہمارے لئے مقدر ہے۔ ایک درمیانی راستہ ہے جس پر ہمیں چلنا پڑے گا۔ ایک غلبہ ہو گا صلح اور محبت اور پیار کے ساتھ اور ایک غلبہ ہوگا قربانیوں کے ساتھ۔ اس کے بعد جماعت نظام الدین کے گھر میں داخل ہوگی اور اسے کامیابی حاصل ہوگی۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 583) اور ان دونوں باتوں کا نمونہ آج ہم دیکھتے ہیں جو افراد جماعت دکھا رہے ہیں۔ صلح امن اور آشتی کا پیغام بھی ہماری طرف سے ہے اور دین کی خاطر قربانیاں بھی جماعت ہی دے رہی ہے۔

پھر آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا اور دکھایا گیا۔ یہ اسی الہام کا مزید تھوڑا سا ذکر ہے۔ یہ جو مسجد مبارک کے پاس مکان ہے (مرزا نظام الدین کا مکان تھا) اس میں ہم کچھ حسنی طریق سے داخل ہوں گے اور کچھ حسینی طریق سے۔ بہت لوگ حیران تھے کہ اس الہام کا مطلب کیا ہے؟ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضرت صاحب سے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے) سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ اس الہام کا کیا مطلب ہے لیکن وقت پر معنی کھلتے ہیں۔

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 40-39)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانے میں جبکہ آپ کے ساتھ ایک بھی آدمی نہ تھا فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تمہاری جماعت اس قدر ترقی کرے گی کہ باقی اقوام دنیا کی اس طرح رہ جائیں گی جس طرح آجکل پرانی خانہ بدوش قومیں ہیں۔‘‘

(منہاج الطالبین، انوار العلوم جلد 9 صفحہ 213)

ہم جو روز اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے نئے سے نئے نظارے دیکھتے ہیں انشاء اللہ وہ دن بھی ضرور آئے گا جب یہ نظارے بھی نظر آئیں گے اور جماعت احمدیہ اتنی ترقی کرنے والی ہوگی کہ دوسرے لوگ، دوسری قومیں بالکل معمولی حیثیت کی ہوں گی۔ لیکن ہمیں اپنے اندر بھی اور اپنی نسلوں کے اندر بھی دین کی روح پھونکنے کی ضرورت ہے جس سے ہمیں اللہ تعالیٰ یہ نظارے دکھائے۔ جہاں تائیدات ہوں وہاں مخالفتیں بھی ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے۔ لیکن یہ مخالفتیں خوفزدہ نہیں کرتیں بلکہ ایمان کو مضبوط کرتی ہیں۔ ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔

چند دن ہوئے ربوہ میں تحریک جدید کے دفاتر اور ضیاء الاسلام پریس پر حکومت کے پولیس کے خاص ادارے جو کاؤنٹر ٹیررسٹ (Counter Terrorist) پولیس کہلاتی ہے، جو ٹیررزم (Terrorism) سے لڑنے اور ان کے خاتمے کے لئے بنایا گیا ہے انہوں نے ریڈ (Raid) کی اور دو مربیان اور کچھ کارکنان کو پکڑ کر لے گئے۔ اس پر ربوہ سے بعض لوگوں نے مجھے خط لکھا جن میں عورتیں بھی شامل ہیں کہ ہم ان باتوں سے ڈرنے والے نہیں بلکہ ہمارے ایمان مضبوط ہیں۔ اور یہ واقعات دیکھ کر ہمیشہ ہوتے ہیں اور ہم ہر مشکل کا مقابلہ کریں گے اور قربانی دیں گے۔ یہی وہ روح ہے جو مومن میں ہونی چاہئے۔ یہی وہ باتیں ہیں جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کرنی پڑیں گی۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور بیشمار تائیدات کے نظارے ہم دیکھتے ہیں۔ یقیناً آخری فتح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی ہی ہے۔ مخالفتیں تو ہوتی ہیں اور ہوں گی۔ یہ جو حملہ کرنے والے، ریڈ (Raid) کرنے والے تھے۔ (حملہ تو نہیں ریڈ (Raid) کرنے والا کہنا چاہئے) ان بیچاروں کو بھی سب سے زیادہ خوف اور ٹیرر (Terror) جو ہے، احمدیوں کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ احمدی یہ کہتے ہیں کہ خدا کا خوف دل میں پیدا کرو۔ احمدی اللہ تعالیٰ سے ڈراتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچو اور اس سے ڈرو۔ اور ان لوگوں کے نزدیک کہ احمدی ایسی باتیں کس طرح کر سکتے ہیں، یہ ہمیں خدا تعالیٰ سے ڈراتے ہیں تو اس سے بڑا دہشتگرد اَور کون ہو سکتا ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ سے ڈرائے۔ اس لئے ان کو پکڑو اور ان کو ختم کرو۔

اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور یہ اس حقیقت کو سمجھنے والے ہوں اور ملک کو ان مولویوں سے بچائے جو حقیقی ٹیررسٹ (Terrorist) ہیں جنہوں نے ملک میں فساد پھیلایا ہوا ہے اور کوئی بھی جان ان لوگوں سے محفوظ نہیں ہے اور یہ جو خاص پولیس ہے ٹیررسٹ (Terrorist) ختم کرنے کی پولیس ان کو بھی اتنی جرأت دے کہ بجائے پُرامن اور ملک سے محبت کرنے والے اور ملک کے قانون کی پابندی کرنے والے احمدیوں پر ہاتھ ڈالیں ان لوگوں سے جنگ کریں اور ان کو پکڑیں جن کے ہاتھوں عوام کی جانیں بھی محفوظ نہیں اور جو ملک کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور وہ لوگ بھی جو ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔ احمدیوں کو دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو محفوظ رکھے اور ان ظالموں کے چنگل سے بچائے۔ باقی جہاں تک قربانیاں ہیں وہ احمدی دیتے ہیں، دیتے رہیں گے اور ان قربانیوں کو اللہ تعالیٰ انشاء اللہ تعالیٰ جلد پھل لگائے گا۔

اسی طرح الجیریا میں بھی احمدیوں پر حکومت کی طرف سے بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی محفوظ رکھے اور ان کو بھی ثبات قدم عطا فرمائے۔ وہاں کی حکومت کو بھی عقل دے کہ وہ بھی ان احمدیوں کی حقیقت کو سمجھنے والے ہوں جو پُرامن اور قانون کے پابند ہیں۔ الزام لگایا جاتا ہے کہ احمدی حکومت کے خلاف سازش کر رہے ہیں یا فساد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ دنیا میں کسی بھی جگہ کوئی بھی احمدی کبھی ملکی قانون سے لڑنے والا نہیں اور حکومت سے لڑنے والا نہیں بلکہ ہم تو امن، پیار اور محبت پھیلانے والے ہیں ہاں اس کی خاطر قربانیاں بھی دینی پڑیں تو دیں گے انشاء اللہ۔

دوبارہ مَیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالوں کی طرف آتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''دنیا میں سب سے خطرناک مخالفت شرکاء کی ہوتی ہے۔ پنجابی میں تو مشہور ہے کہ ''شراکت دا دانہ سر دُکھدے وی کھانا'' تو سب سے بڑی مخالفت اعزاء اور اقرباء کی ہوتی ہے کیونکہ وہ برداشت نہیں کر سکتے کہ انہی میں سے کھڑا ہو کر ایک شخص دنیا میں بڑائی اور عزت حاصل کرے۔ وہ جو اس کے مقابلے میں چپّہ چپّہ زمین کے لئے لڑتے مرتے ہیں وہ کب گوارا کر سکتے ہیں کہ ساری دنیا اس کے پاس آ جائے۔ اس لئے وہ پورا زور لگاتے ہیں کہ اسے دبائیں حتی کہ جب بے بس ہو جاتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے، وہ بھی کسی نہ کسی طرح دل کا بخار نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شاہ پور کے رئیسوں میں سے کسی کو جب خان بہادر کا خطاب ملا تو اسی خاندان میں سے ایک عورت نے جو بہت غریب تھی اپنے لڑکے کا نام خان بہادر رکھ دیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ یہ تم نے کیا کیا ہے؟ یہ نام رکھنے کی وجہ کیا ہے؟ کہنے لگی معلوم نہیں میرا بچہ بڑا ہو کر کیا بنے گا۔ لیکن لوگ جب نام لیں گے تو جس طرح اس کے شریک کو خان بہادر کہیں گے۔ اسی طرح اس کو بھی کہیں گے تو جو کچھ اور نہیں کر سکتے وہ نام رکھ لیتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعویٰ کیا تو آپ کے رشتہ داروں میں سے بھی ایک شخص نے امام ہونے کا دعویٰ کیا۔ (شریکوں کی بات ہے۔ یہ اب رشتہ داروں میں سے کسی نے کہا کہ آپ نے دعویٰ کیا ہے اور لوگ آپ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں تو مَیں بھی دعویٰ کروں۔) حضرت مصلح موعود فارسی کی مثال دیتے ہیں کہ ''فکر ہر کس بقدر ہمت اوست'' کہ ہر کسی کی فکر اور سوچ اس کی ہمت اور اندازے کے مطابق ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو یہ دعویٰ کیا کہ میں ساری دنیا کے لئے حَکَم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور چھوٹے درجے کے لوگوں کے لئے ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے بادشاہوں پر بھی فرض ہے کہ میری اتباع کریں۔ لیکن اس کی جو اُن کے شریک تھے نام ہی رکھنے والی بات تھی۔ اس نے جو رشتہ دار تھے انہوں نے دعویٰ کیا تو چوہڑوں کے امام ہونے کا دعویٰ کیا۔ ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا تو یہاں تک لکھ دیا کہ بادشاہِ انگلستان پر بھی فرض ہے کہ مجھے مانے۔ چنانچہ خود لکھ کر ملکہ کو جو اس وقت بادشاہ تھی بھیج دیا۔ اس کے مقابلے میں چوہڑوں کا امام ہونے کا دعویٰ کرنے والے کی دلیری اور اس کی جماعت کا یہ حال تھا کہ یہاں آ کر جب تھانیدار نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے کوئی دعویٰ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے تو کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ کسی نے یونہی جھوٹی رپورٹ کر دی ہو گی۔ تو شراکت والوں کی سب سے بڑی مخالفت ہوتی ہے۔'' (ماخوذ از خطبات محمود جلد 3 صفحہ 39-38)

آپ فرماتے ہیں رشتہ دار اور خاص طور پر جب وہ مخالفین ہو جائیں تو بہت مخالفت کرتے ہیں اور اس وجہ سے پھر ہر جائز ناجائز طریقے سے نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اس کا ذکر کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے درجنوں ایسے رشتہ دار ہیں جو احمدیت کی وجہ سے منقطع ہو گئے۔ اس واسطے نہیں کہ ہم ان سے نہیں ملنا چاہتے تھے بلکہ اس واسطے کہ وہ نہیں ملنا چاہتے۔ ہمیں اپنے خاندان کے لوگوں سے گالیاں ملتی تھیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہماری تائی صاحبہ جو بعد میں احمدی ہو گئیں وہ ہم کو برا بھلا کہتی تھیں۔ آپ فرماتے ہیں مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ جبکہ میری عمر چھ سات سال کی ہو گی میں سیڑھیوں پر چڑھ رہا تھا تو انہوں نے میری طرف دیکھ کر بار بار یہ کہنا شروع کیا کہ ''جیہو جیا کاں اوہو جئی کوکو''۔ اس فقرہ کو انہوں نے اتنی دفعہ دہرایا کہ مجھے یاد ہو گیا۔ میں نے گھر میں جا کر یہ بات بتائی۔ جب پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے بتایا کہ جیسا تیرا باپ برا ہے ویسا ہی بیٹا بھی برا ہے۔ آپ فرماتے ہیں قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بائیکاٹ کیا گیا۔ لوگوں کو آپ کے گھر کا کام کرنے سے روکا جاتا۔ کمہاروں کو روکا گیا۔ چوہڑوں کو صفائی سے روکا گیا۔ ہمارے عزیز ترین بھائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھاوج اور دیگر عزیز رشتہ دار حتی کہ آپ کے ماموں زاد بھائی علی شیر یہ سب طرح طرح کی تکلیفیں دیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں ایک دفعہ گجرات کے علاقے کے کچھ دوست جو سات بھائی تھے قادیان میں آئے اور باغ کی طرف اس واسطے گئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوتا تھا۔ یعنی باغ دیکھنے گئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا باغ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ راستے میں ہمارے ایک رشتہ دار باغیچہ لگوا رہے تھے۔ انہوں نے ان سے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو۔ اور کیوں آئے ہو تو یہ لوگ جو گجرات سے مہمان آئے تھے انہوں نے کہا کہ گجرات سے آئے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے لئے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا دیکھو میں ان کے ماموں کا لڑکا ہوں اور میں خوب جانتا ہوں یہ ایسے ہیں اور ویسے ہیں۔ ان میں سے ایک نے جو دوسروں سے آگے تھا بڑھ کر ان کو پکڑ لیا اور اپنے بھائیوں کو (باقیوں کو بھی) آواز دی کہ جلدی آؤ۔ اس پر وہ شخص گھبرایا تو اس احمدی نے کہا کہ مَیں تمہیں مارتا نہیں کیونکہ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رشتہ دار ہو۔ میں اپنے بھائیوں کو تمہاری شکل دکھانی چاہتا ہوں کیونکہ ہم سنا کرتے تھے کہ شیطان نظر نہیں آتا مگر آج ہم نے دیکھ لیا کہ وہ ایسا ہوتا ہے۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل مورخہ 4 دسمبر 1935ء جلد 23 شمارہ 132 صفحہ 3,4)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا گیا کہ تیرے سوا اس خاندان کی نسلیں منقطع ہو جائیں گی۔ (مخالفتیں ہوئیں، سب کچھ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تسلی دی اور فرمایا کہ نسل جو ہے تجھ سے ہی جاری ہو گی اور باقی سب منقطع ہو جائیں گی۔) چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اب اس خاندان میں سے وہی لوگ باقی ہیں جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے اور باقی سب کی نسلیں منقطع ہو گئیں۔ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا اس وقت اس خاندان میں ستّر کے قریب مرد تھے لیکن اب سوائے ان کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی و روحانی اولاد ہیں ان ستّر میں سے ایک کی بھی اولاد نہیں ہے حالانکہ انہوں نے حضرت صاحب کا نام مٹانے میں جس قدر ان سے ہو سکا کوششیں کیں اور اپنی طرف سے پورا زور لگایا۔ اور نتیجہ کیا ہوا۔ یہی کہ وہ خود مٹ گئے اور ان کی نسلیں منقطع ہو گئیں۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔'' (خطبات محمود جلد 3 صفحہ 39)

پھر تائی صاحبہ کی بیعت کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ''بعض پیشگوئیاں اور نشانات بظاہر گو چھوٹے ہیں لیکن ان کی کیفیت پر غور کرنے والوں کے لئے ان میں کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن سے ایمان میں بہت اضافہ ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے جس کا علم مجھے کل ہی ہوا ہے گو وہ فرد اور اس کی حالت کے متعلق ہے مگر اس میں کئی پیشگوئیاں ہیں۔ کئی ایک دوستوں نے بتایا کہ ان کو پہلے ہی معلوم تھا مگر مجھے کل ہی معلوم ہوا ہے۔ کل تائی صاحبہ کی وفات کے وقت شیخ یعقوب علی صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک پرانا الہام ہے۔ ''تائی آئی''۔ (یہ تائی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بھائی کی بیوی۔ تو فرمایا ایک الہام پرانا الہام ہے ''تائی آئی'') اس کے متعلق پرانے احمدی بتاتے ہیں کہ اس وقت اس کے معنی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ کوئی کچھ کہتا اور کوئی کچھ۔ لیکن ایک ہی سیدھے سادھے معنی اس فقرے کے یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی ایسی عورت جس کا رشتہ تائی کا ہو وہ آ جائے۔ آنے کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں پاس آنا یا جماعت میں آنا۔ خالی آ جانا کوئی پیشگوئی نہیں ہو سکتی کیونکہ رشتہ دار آیا ہی کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں تمام کے تمام بڑے لوگ بھی حضرت صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھاوجہ کو تائی کے لقب سے پکارتے تھے گویا ان کا نام ہی تائی تھا۔ سلسلہ کی کتابیں پڑھنے والے جانتے ہیں کہ محمدی بیگم کی پیشگوئی کے زمانے میں وہ اشد ترین مخالف تھیں۔ (یعنی یہ تائی بہت سخت مخالف تھیں۔) چونکہ وہ خاندان میں سب سے بڑی تھیں اور پیشگوئی بھی ان کی بہن کی بیٹی کے متعلق تھی اس لئے خاندان کے لیڈر کے لحاظ سے اس وقت وہ، اس رشتہ میں روک ڈالنا جس کو وہ خاندانی رسوائی کے مترادف سمجھتی تھیں، اپنا فرض سمجھتی تھیں اور ان کے نزدیک ان کا اہم فرض تھا کہ وہ مقابلہ کریں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ عورتوں کی فطرت کے لحاظ سے بڑی عورت کے لئے عزت اور خاندانی وقار تمام دینی امور بلکہ تمام سیاسیات اور دیگر حالات سے زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود کا مسیح ہونے کا دعویٰ ان کے نزدیک (یعنی تائی کے نزدیک) اس قدر اہم نہیں تھا جس قدر خاندانی عزت تھی۔ اور یوں بھی چونکہ بڑوں کے لئے چھوٹوں کی اطاعت مشکل ہوتی ہے اور مسیح موعود تائی صاحبہ سے چھوٹے تھے اور انہوں نے جائیداد وغیرہ میں حصہ بھی نہیں لیا تھا (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جائیداد میں حصہ نہیں لیا تھا) اس لئے آپ کا کھانا وغیرہ ان کے گھر سے جاتا تھا، (تائی کے گھر سے جاتا تھا) اس لحاظ سے بھی وہ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محسنہ سمجھتی تھیں۔ عورتوں میں یہ احساس قدرتی طور پر ہوتا ہے۔ اس لئے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا دستِ نگر تصور کرتی تھیں۔ (اس لئے یہ نہیں سوچتی تھیں کہ آپ نے جائیداد نہیں لی اور جائیداد سب ان کے پاس ہے بلکہ اس لئے کہ میں کھانا بھیجتی ہوں اور کھانا کھلاتی ہوں اور خرچ اٹھا رہی ہوں تو وہ اپنا دستِ نگر سمجھتی تھیں اور اپنے آپ کو محسنہ سمجھتی تھیں۔) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک عربی شعر میں فرماتے ہیں کہ

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ کَانَ اُکُلِیْ وصِرْتُ الْیَوْمَ مِطْعَامَ الْاَھَالِیْ

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک زمانہ تھا جب میں دوسروں کے ٹکڑوں پر بسر اوقات کرتا تھا مگر اب خدا نے مجھے ایسی شان عطا کی ہے کہ ہزاروں ہیں جو میرے دسترخوان سے سیر ہوتے ہیں۔ اس شعر میں اس واقعہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حضرت اقدس کی جائیداد علیحدہ نہیں تھی۔ بھائی کے ہی سپرد تھی اور آپ میں اس کے سنبھالنے کا احساس بھی نہیں تھا۔ چنانچہ آپ کے والد بھی کہا کرتے تھے کہ یہ جائیداد نہیں سنبھال سکے گا۔ پس اندریں حالات تائی صاحبہ کا ایمان لانا بڑا مشکل امر تھا۔ (یہ بعد میں ایمان لے آئی تھیں، مان لیا تھا۔)

حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں کہ دلیل اور مذہبی پہلو سے نہیں بلکہ خاندانی لحاظ سے (یہ ساری بیک گراؤنڈ جو بیان ہوئی ہے) کیونکہ ان کے نزدیک دونوں کی حیثیت مالک ونوکر کی تھی۔ (یعنی تائی اپنے آپ کو مالک سمجھتی تھیں اور حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کونعوذ باللہ نوکر سمجھتی تھیں۔) وہ آپ کوایک غریب آدمی سمجھتی تھیں جوکام وغیرہ کچھ نہیں کرتا تھااوران کے ٹکڑوں پر پلا تھا۔ان حالات میں وہ کبھی گوارانہ کرسکتی تھیں کہ آپ ان کی بہن کی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنے میں کامیاب ہوجائیں۔ وہ چونکہ سب سے بڑی تھیں اس لئے خصوصیت کے ساتھ مخالف تھیں۔اس زمانے میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی مخالفت بہت زیادہ تھی۔ رشتہ داروں نے آپ سے ملنا ترک کردیا تھا اور آپ بھی ان سے نہیں ملتے تھے بلکہ خاندان والوں کی مخالفت کا یہ عالم تھا کہ والدہ صاحبہ، حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سناتی ہیں کہ حضرت صاحب کے ننہال میں ایک بڑی عمر کی عورت تھیں وہ بَین ڈالا کرتی تھیں کہ چراغ بی بی کے لڑکے کوہمیں کوئی دیکھنے بھی نہیں دیتا۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو چوراور ڈاکوؤں کی طرح علیحدہ رکھا جاتا تھا کیونکہ ان کو خاندانی عزت کوبٹّہ لگانے والا سمجھا جاتا تھا۔ان حالات میں یہ قیاس کرنا کہ تائی احمدی ہوجائے گی بظاہرایک غیر معمولی بات تھی۔ انسان کا دل بدل سکتا ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ حالات کیا کہتے ہیں۔ایسے وقت میں آپ کو(حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو) الہام ہوا ’’تائی آئی‘‘۔تائی صاحبہ حضرت صاحب کی بھاوج تھیں۔ اس لئے ان الفاظ سے یہ مرادتھی کہ آپ اس وقت بیعت کریں گی جس وقت بیعت لینے والے سے ان کا تعلق تائی کا ہوگا۔اگرانہوں نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی بیعت کرنی ہوتی توالہام کے یہ الفاظ ہوتے بھاوج آئی۔ وہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی بھابھی تھیں تو’بھاوج آئی‘ کا الہام ہوتا۔ اگرحضرت خلیفہ اول کے عہدمیں بیعت ہوتی تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ مسیح موعود کے خاندان کی ایک عورت آئی۔مگر’تائی‘ کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کالڑکا جب آپ کا خلیفہ ہوگا تواس کے ہاتھ پر بیعت کریں گی کیونکہ اگر آپ کی اولاد سے کسی نے خلیفہ نہیں ہونا تھا تو تائی کا لفظ فضول تھا۔آپ فرماتے ہیں کہ اس الہام میں دراصل تین پیشگوئیاں ہیں۔اوّل یہ کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی اولادمیں سے خلیفہ ہوگا۔دوم یہ کہ اس وقت تائی صاحبہ جماعت میں شامل ہوں گی۔تیسرے تائی صاحبہ کی عمر کے متعلق پیشگوئی تھی اور وہ اس طرح کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام جن کی اپنی عمراس وقت ستّر سال کے قریب تھی ایک ایسی عورت کے متعلق پیشگوئی کرتے ہیں جواس وقت بھی عمرمیں ان سے بڑی تھیں کہ وہ زندہ رہے گی اورآپ کی اولاد سے خلیفہ ہوگا جس کی بیعت میں وہ شامل ہوگی۔اتنی لمبی عمر کا ملنا بہت بڑی بات ہے۔انسانی دماغ کسی جوان کے متعلق بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ فلاں وقت تک زندہ رہے گا۔(یہ تائی غالباً 1927ء میں فوت ہوئی تھیں۔) چہ جائیکہ بوڑھے کے متعلق کہا جائے۔پس یہ ایک بہت بڑا نشان ہے۔گویاان کا بیعت کرنا اورمیرے زمانے میں کرنا۔ پھرحضرت مسیح موعود کے بیٹوں میں سے خلیفہ ہونا۔کئی ایک پیشگوئیاں ہیں جودولفظوں میں بیان ہوئی ہیں‘‘۔ پھرآپ فرماتے ہیں کہ تائی جب احمدی ہوئیں تواس کے بعدانہوں نے وصیت بھی کی اوراس کی بھی عجیب بیک گراؤنڈ ہے۔ کہتے ہیں’’میں سمجھتا ہوں کہ جس قسم کی روایات اور احساسات پرانے خاندانوں میں پائے جاتے ہیں ان کومدّنظر رکھتے ہوئے یہ عظیم الشان تغیر ہے کہ تائی صاحبہ نے بیعت میں شامل ہونے کے بعدوصیت بھی کردی تھی۔(صرف بیعت نہیں کی بلکہ وصیت بھی کردی۔) پہلے تو وہ اس کی مخالف تھیں کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کوآبائی قبرستان کے بجائے دوسری جگہ دفن کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اس وقت کہلابھی بھیجا کہ آپ کوجدّی قبرستان کے بجائے دوسری جگہ دفن نہ کیا جائے کیونکہ یہ ایک ہتک ہے اور بعدمیں بھی کئی سال تک اس پرمعترض رہیں۔مگر پھران کی یہ حالت ہوگئی کہ خودوصیت کی اورمقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں۔ایک سمجھدار انسان کے لئے یہ بہت بڑا نشان ہے۔ظاہرمیں تو یہ معمولی بات ہے جوایک شخص کے متعلق ہے مگراس میں صداقت کے ثبوت کے کئی ایک پہلو ہیں‘‘۔(ماخوذازخطبات محمود جلد 11 صفحہ 251 تا253) باوجودمخالفت کے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے بارے میں یہی تھا کہ ان کی تدفین جدّی قبرستان میں ہولیکن بعدمیں وصیت کی اورآپ بھی بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔

پھرحضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے دہلی کے سفرکا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودایک جگہ فرماتے ہیں کہ’’ انسان جوخدا پربھروسہ رکھتا ہے وہ کبھی الٰہی کاموں کی نسبت یہ خیال نہیں کرسکتا کہ ان کا نتیجہ نہیں نکلے گا۔(اللہ تعالیٰ پربھروسہ ہے، یقیناً ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا بہترین نتیجہ نکالے گا۔) آپ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت چھوٹا تھا جب حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام دہلی تشریف لائے تھے۔(یہ خطاب آپ دہلی میں دہلی کی جماعت کوکررہے تھے۔) آپ کہتے ہیں کہ میں بہت چھوٹا تھا حضرت مسیح موعودعلیہ السلام دہلی تشریف لائے۔آپ یہاں کے اولیاءاللہ کے مزاروں پرگئے اور بہت دیرتک لمبی دعائیں کیں اورفرمایامیں اس لئے دعا کرتا ہوں کہ ان بزرگوں کی روحیں جوش میں آئیں تاایسانہ ہوکہ ان لوگوں کی نسلیں اس نورکی شناخت سے محروم رہ جائیں جواِس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔اور فرمایا کہ یقیناً ایک دن ایسا آئے گا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دل کوکھول دے گا اوروہ حق کوقبول کریں گے۔ فرماتے ہیں کہ مَیں گواس وقت چھوٹا تھالیکن حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کا اثراب تک میرے دل پرباقی ہے۔پس یہاں کی جماعت اپنی کوششوں کا اگرکوئی نیک نتیجہ دیکھنا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ خدا پربھروسہ رکھے۔یقیناً ایک دن ایسا آئے گا کہ جس چیز کوخدا قائم کرنا چاہتا ہے وہ ہوکر رہے گی۔‘‘آپ نے دہلی جماعت کے ایڈریس کے ایک جواب میں یہ باتیں کہی تھیں۔

(جماعت احمدیہ دہلی کے ایڈریس کا جواب۔انوارالعلوم جلد12 صفحہ 83-84)

پس آج بھی دہلی جماعت کا فرض ہے کہ حکمت سے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کوپہنچائیں۔اب ماشاءاللہ نمائشوں وغیرہ کے ذریعہ سے وہاں تبلیغ میں کافی تیزی آئی ہے لیکن مسلمانوں کی طرف سے مخالفت بھی ہے۔اس لئے ان میں بھی یہ پیغام پہنچانے کی بہت ضرورت ہے اوران سب چیزوں کے ساتھ سب سے اہم بات جو ہے وہ دعا ہے۔اس طرف بہت زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

پھرمزید اسی تسلسل میں آپ نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی ایک رؤیا کا بھی ذکرفرمایا کہ ’’حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے ایک کشف میں دیکھا کہ ایک نالی بہت لمبی کھدی ہوئی ہے اوراس کے اوپر بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور ہرایک بھیڑ کے سرپرایک قصاب ہاتھ میں چھری لئے ہوئے تیار ہے اور آسمان کی طرف اس کی نظر ہے جیسے حکم کا انتظار ہے۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں کہ مَیں اس وقت اس مقام پرٹہل رہاہوں۔ان کے نزدیک جاکرمَیں نے کہا کہ قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ (الفرقان:78)۔انہوں نے اسی وقت چھریاں پھیردیں۔جب وہ بھیڑیں تڑپیں توانہوں نے، چھری پھیرنے والوں نے کہا کہ تم چیز کیا ہو۔گُوں کھانے والی بھیڑیں ہی ہو۔حضرت مصلح موعودفرماتے ہیں کہ ان ایام میں ستّر ہزارآدمی ہیضے سے مرا تھا۔پس اگرکوئی توجہ نہیں کرتا تو خدا کواس کی کیا پرواہ ہے۔ اس کے کام رُک نہیں سکتے وہ ہوکررہیں گے‘‘۔آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح ناصری کے تین سوسال بعد عیسائیت کوترقی نصیب ہوئی تھی لیکن ہمارے حالات کودیکھا جائے تومعلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری کے زمانے سے بہت پہلے انشاءاللہ تعالیٰ احمدیت کوترقی حاصل ہوجائے گی۔

(جماعت احمدیہ دہلی کے ایڈریس کا جواب، انوارالعلوم جلد12 صفحہ 84)

پاکستانی مولوی ہوں یا کوئی مذہبی لیڈر ہوں یا دنیاوی طاقتیں ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔وہ بھیڑوں جیسے لوگ ہیں۔اور یہ لوگ کبھی بھی احمدیت کی ترقی میں روک نہیں بن سکتے۔ لیکن اس کے لئے صرف ہم اپنے مبلغوں پرانحصار نہیں کرسکتے کہ وہ تبلیغ کریں اوراحمدیت کو پھیلائیں۔اگر اس ترقی کا حصہ بنناہے اورہمیں بننا چاہئے توہمیں بھی دعاؤں کی طرف اپنی توجہ پھیرنی ہوگی۔اپنی روحانیت کو بڑھانا ہوگا۔تعلق باللہ کو بڑھانا ہوگا۔اوریہی چیزیں ہیں جواحمدیت کی مخالفت کوبھی ختم کریں گی اوراحمدیت کی ترقی میں بھی ہمیں انشاءاللہ تعالیٰ حصہ داربنانے والی ہوں گی۔اللہ تعالیٰ ہمیں یہ مقام عطا فرمائے۔

نماز کے بعدمیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جومکرم سفنی ظفراحمد صاحب مبلغ انڈونیشیا کا ہے۔8رنومبرکو ہارٹ اٹیک سے ان کی وفات ہوئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔71 سال ان کی عمرتھی۔ 18راگست 1945ءکو پاڈانگ سماٹرامیں یہ پیدا ہوئے۔ان کے والدزینی دہلان صاحب نے 1923ء میں حضرت مصلح موعودرضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کرکے جماعت میں شمولیت اختیار کی اور انہوں نے دواورنوجوانوں کے ساتھ مل کرسماٹرااور جاوامیں جماعت کے تبلیغی مراکز قائم کئے۔اسی طرح سفنی صاحب کے والدانڈونیشیا کے pioneer مبلغین میں شامل تھے۔زینی دہلان صاحب کے تین بچے تھے جن میں سے سفنی ظفراحمد صاحب کووقف کرنے کے بعدآپ نے حصول تعلیم کی غرض سے جامعہ احمدیہ ربوہ میں بھجوایا۔سفنی ظفراحمد صاحب 17رجولائی 1963ءکوربوہ روانہ ہوئے۔تقریباً گیارہ سال ربوہ میں رہے۔جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی اور 1974ء میں فارغ ہوکے یہ انڈونیشیا واپس گئے جہاں آپ کی پہلی پوسٹنگ انڈونیشیا میں کلیمنتان (Kalimantan) میں ہوئی۔اس کے بعدویسٹ جاوامیں ریجنل مبلغ اورریجنل امیر کے طور پرخدمت بجالاتے رہے۔بعدمیں ایسٹ جاوااور پاپوامیں خدمت کی توفیق پائی۔ 1985ء سے 1987ءتک جامبی (Jambi) میں اور 87ء سے 91ءتک شمالی سماٹرا میں ریجنل مبلغ کے فرائض سرانجام دیئے۔ 1991ء سے 97ءتک جامعہ احمدیہ انڈونیشیا میں بحیثیت استاد، فقہ کا مضمون پڑھانے کی توفیق ملی اوراس دوران انچارج شعبہ تربیت نومبائعین بھی مقرر ہوئے۔1997ء سے 2001ء تک لامپونگ (Lampung) میں ریجنل مبلغ مقرر ہوئے۔آپ کے ذریعہ انڈونیشیا کے مختلف علاقوں میں کئی جماعتیں قائم ہوئیں اور چند مساجد اورمشن ہاؤس کی تعمیر بھی عمل میں آئی۔آپ کوانڈونیشین زبان میں حسب ذیل چارکتب کی تصنیف کی بھی توفیق ملی۔فلسفۂ زکوٰۃ۔خداتعالیٰ کی راہ میں قربانی۔ جنازہ۔اسلام میں جہادکے معنی۔ یہ چارکتابیں آپ نے لکھیں۔ 2001ء میں آپ ریٹائر ہوئے۔کچھ عرصہ سے آپ مختلف عوارض میں مبتلا تھے۔خلافت سے آپ کا بڑا کامل وفااور پیارکا تعلق تھا۔بڑا گہرا اطاعت کا تعلق تھا۔ بڑے مخلص اورفدائی خادم سلسلہ تھے۔ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اوردو بیٹے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب کوبھی احمدیت پرقائم رکھے اوراپنے باپ کی طرح نیکیوں میں بڑھنے اوروفا کا اظہارکرنے کی توفیق عطافرمائے اورایک عملی احمدی بنائے۔

بقیہ: رپورٹ دورہ کینیڈا 2016ء
....................از صفحہ نمبر 20

تک رسائی کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ وہ ارد گرد کے Tissues پر حملہ کرے۔ تبھی یہ کینسر کہلائی جاتی ہے۔ خاکسار کی تحقیق کا محور سیلز کا لا متناہی طور پر بڑھنا ہے۔ کیونکہ کینسر کو بڑھنے کے لئے غیر معمولی طور پر پروٹین پیدا کرنی پڑتی ہے۔ اس مرحلہ پر RNA مداخلت کرتی ہے۔ پروٹین جسم میں پیدا ہوتی ہیں جب DNA کاپی ہو کر RNA بن جاتا ہے۔ RNA پھر پروٹین بنتی ہیں، جس کی وجہ سے تمام جسم میں پروٹین پیدا ہوتی ہیں۔ تو ہمارے خیال میں PHF6 کا RNA کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور جب یہ جسم میں نہ ہو تو پھر کینسر بہت زیادہ پروٹین پیدا کر لیتا ہے۔ تو اس تھیوری کو پرکھنے کے لئے ہم نے ایک پروٹین ناک ڈاؤن تجربہ کیا۔ اس تجربہ میں ہم نے یہ کوشش کی کہ پروٹین کو سیل میں ختم کیا جائے جس طرح کہ انسانوں میں ہوتا ہے ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ حالات پیدا کریں جس طرح کسی کینسر کے مریض میں ہوتے ہیں۔ پروٹین کو ختم کرنے کے لئے ہم gene کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ہم ایک وائرس لیتے ہیں اور پھر پروگرام کرتے ہیں کہ وہ gene کو نشانہ بنائیں۔ PHF6 کو نشانہ بناتے ہیں اور اس طرح سیل مزید پروٹین پیدا نہیں کرتے۔ اُسی طرح جیسے کسی شخص کو T-All ہوتا ہے ہم یہ لیب میں کرتے ہیں اور ہمارے پاس بہت سے سیلز کی ایک پلیٹ ہوتی ہے جس میں ہم اپنے سارے وائرس ڈالتے ہیں اور سیلز میں سے پروٹین ختم کر دیتے ہیں اور یہ ہم وہ حالات پیدا کر پاتے ہیں جیسے کہ کسی کینسر کے مریض میں ہوتے ہیں۔ PHF6 پروٹین کے سیلز کو ناک ڈاؤن کرنے کے بعد ہم ان کو جمع کرتے ہیں اور gene کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو پہلی تصویر میں ہم دیکھتے ہیں جو سیمپل ہیں جن میں کوئی وائرس نہیں ڈالا گیا تو یہ پہلی صورت ہے اس کی 1.0 یہ اس کی نارمل حالت ہے۔ تو پھر جب ہم وائرس شامل کرتے ہیں تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ یہ PHF6 کم جاتا ہے تو اس سے مجھے سمجھ آتا ہے کہ میرا طریق کامیاب ہو رہا ہے اور میں 90 فیصد اس کو ناک ڈاؤن کر لیتا ہوں اور پھر توجہ RRNA پہ کرتا ہوں یا یوں کہیں کہ پروٹین کی پروڈکشن پر کیا اثر ہوتا ہے۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ جب ہم PHF6 ناک ڈاؤن کرتے ہیں، تو اس میں 1.5 گنا اضافہ ہوتا ہے۔ تو ظاہر ہوا کہ جب PHF6 موجود نہ ہو تو کینسر زیادہ پروٹین پیدا کر پاتا ہے اور اپنی تھوڑی سی جو نشوونما ہے اس کو قائم رکھ پاتا ہے۔ اس تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ اس سے ہم بنیادی بائیولوجیکل (Biological) عوامل جن سے کینسر پھیلتا ہے سمجھ پاتے ہیں اور اس بات کے علم میں آنے سے ہم امید کرتے ہیں کہ اس سے آئندہ علاج کی صورت پیدا ہوگی۔ انشاء اللہ۔

بعد ازاں حضور انور نے طلباء سے فرمایا کہ پریزنٹیشن دینے والے سے آپ سوال پوچھیں۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ جب PHF6 کو ناک ڈاؤن کرتے ہیں تو اس کا کینسر پر کیا اثر ہوتا ہے؟

اس پر موصوف نے جواب دیا۔ میری تحقیق کے مطابق PHF6 ٹیومر کو روکتی ہے۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ 4 ہال مارک ہیں جن کی وجہ سے کینسر پھیلتا چلا جاتا ہے۔ کینسر پھیلنے کے لئے جن حالات کی ضرورت ہوتی ہے اس میں مدافعت PHF6 کرتی ہے۔ تو یہ ایک طرح سے ٹیومر کو روکتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا۔ کیا آپ کی یہ تحقیق جاری ہے یا ابھی شروع ہونی ہے؟ یا اس کا نتیجہ کیا ہے کیونکہ آپ نے اس کے بارہ میں کچھ بتایا نہیں؟

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ میں اب تیسرے سال میں ہوں۔ ابھی تک یہ سمجھ پایا ہوں کہ مریض میں PHF6 تبدیل ہوتا ہے لیکن پہلے ہمیں یہ نہیں معلوم تھا کہ PHF6 کیا کردار ادا کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا۔ کیا کوئی لیبارٹری میں مریضوں پر ٹیسٹ کیا ہے؟

موصوف نے عرض کیا۔ یہ ابھی صرف لیبارٹری تک محدود ہے لیکن میری خواہش ہے کہ اس کو دوا بنایا جائے پھر انشاء اللہ کچھ تجربہ کے لئے مریضوں کو دئے جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا۔ آپ کو دوا کی طرف توجہ کرنی چاہئے یہ آپ کا لائحہ عمل ہونا چاہئے۔

حضور انور کے استفسار پر موصوف نے عرض کیا کہ میں MSC کر رہا ہوں اور ریسرچ اور میڈیسن میں داخلہ کی درخواست دے چکا ہوں۔ کینیڈا میں میڈیکل میں داخلے کے لئے سخت مقابلہ ہے اس لئے ماسٹر کی ڈگری اس میں مدد ہوتی ہے۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ اس میں اگلا قدم کیا ہے۔ آپ کیا کر سکتے ہیں کہ یہ ثابت ہو کہ PHF6 اہم ہے۔

اس پر موصوف نے بتایا۔ کینسر ریسرچ اگلے قدم پر دو طریق پر تقسیم ہے۔ ایک قسم بنیادی حیاتیات کی تحقیق ہے۔ اس قسم میں آپ کو بہت مطالعہ کرنا ہوگا۔ دوسری قسم طبی ہے۔ میں بنیادی حیاتیات کی طرف متوجہ ہوں۔ میں ان سائنسدانوں کو وسائل اور علم دینے کی کوشش کرتا ہوں جو کلینیکل ریسرچ میں ہیں تا کہ وہ علاج ڈھونڈ سکیں۔ پس میں بہت سے تجربے اور ٹیسٹ کرتا ہوں تا کہ ثابت ہو کہ پروٹین یہاں مراد ہے۔ جیسا کہ C 2 Hybridization کا تجربہ ہیں۔ اس میں میں پروٹین کا اچھی طرح معائنہ کرتا ہوں۔ پروٹین کو ڈال کر دیکھا جاتا ہے کہ کیا اس میں بھی کینسر آتا ہے کہ نہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی مختلف تجربے ہوتے ہیں۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ کیا وہ مریض جن کا کینسر اخیر تک پہنچ چکا ہے ان پر بھی یہ Knock Down طریق فائدہ مند ہوگا یا صرف ان مریضوں پر جن کا کینسر شروع کے مراحل میں ہے۔

اس پر موصوف نے جواب دیا۔ میری ریسرچ کینسر کی حیاتیات پر ہے نہ کہ طب پر۔ مجھے نہیں معلوم کہ طبی لحاظ سے یہ کتنا اثر انداز ہے۔ یہ جواب وہ لوگ دے سکتے ہیں جو میری ریسرچ سے علاج کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اس نے تو ابھی Application کی نہیں۔ صرف لیبارٹری ٹیسٹ کر رہا ہے۔ ڈاکٹر بنے گا پھر apply کرے گا۔ پھر دیکھیں گے کہ تحقیق کہاں تک پہنچتی ہے۔ اگر اس کو ابھی Knock Down سوال کئے تو یہ Knock Out ہو جائے گا۔

☆ اس کے بعد عزیزم فراز احمد راجپوت نے Chemical Engineering کے عنوان پر اپنی پریزنٹیشن دی۔

موصوف نے بتایا کہ Chemical Engineering کے شعبہ میں Maggill یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی کر رہا ہوں۔ جس موضوع پر میں ریسرچ کر رہا ہوں، اس کا تعارف کرتے ہوئے میں ایک واقعہ بتانا چاہتا ہوں۔ جو کہ نہایت بڑا ماحولیات پر اثر انداز ہونے والا واقعہ تھا۔ چھ سال قبل میکسیکو کے خلیج میں تیل کی پائپ پھٹنے سے بہت زیادہ تیل پھیل گیا تھا۔ اس حادثہ کے نتیجہ میں کئی افراد جاں بحق ہو گئے تھے۔ کئی لاکھ بیرل کے تیل کا نقصان ہوا۔ جب پائپ کو ٹھیک کیا گیا تو تحقیق سے معلوم ہوا کہ برف کے موٹے ٹکڑے پائپ کے اندر جمے ہوئے تھے جن کے سبب پائپ میں دھماکہ ہوا۔ اب اگر آپ کو یاد ہو پانی فقط زیرو سیلسیس سے کم پر برف بنتا ہے۔ لیکن سمندر کا درجہ حرارت تین سے چار سیلسیس ہے۔ اس سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنے زیادہ درجہ حرارت پر پانی کیوں جم رہا ہے۔ میری ریسرچ اس مسئلہ کو سمجھنے پر مبنی ہے۔ یہ سمجھنے کے لئے کہ برف تین یا چار سیلسیس پر کیوں جم رہی ہے۔ پہلے ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ برف بنتی کیسے ہے؟ درجہ حرارت جب کم ہوتا ہے تو پانی کے Molecules اس طرز پر دوبارہ بیٹھ جاتے ہیں کہ وہ Molecules آپس میں بہت مضبوط طریق سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ پانی کا مضبوط طریق پر جڑنا برف کہلاتا ہے۔ جتنا پانی اور Molecules کم درجہ حرارت پر جم جاتا ہے اتنا ہی بڑا برف کا ٹکڑا بنتا ہے۔ جس پائپ لائین میں برف تین چار سیلسیس درجہ حرارت پر جم رہی تھی، وہاں پانی کے ساتھ کچھ قدرتی گیس بھی تھی۔ ان گیسوں کے سبب پانی زیادہ درجہ حرارت پر بھی برف بن گیا۔ اس طرح ان پائپ لائینز میں کچھ برف کے ٹکڑے بن گئے جب قدرتی گیس Molecule برف کے ٹکڑے میں پھنس جاتا ہے۔ تو اس صورت میں پانی کے Molecules آپس میں جڑے رہتے ہیں۔ ان گیس Molecules کی وجہ سے پانی زیادہ درجہ حرارت پر بھی آپس میں جڑا رہتا ہے۔ چونکہ بعض گیس قدرتی طور پر خود ہی آگ پکڑ لیتی ہیں۔ اس لئے یہ گیس Hydrates کو جلانے والی برف کہا جاتا ہے۔ اس گیس Hydrate کا بننا ایک بڑا سبب تھا کہ پائپ لائین میں برف کے ٹکڑے بن گئے اور اس طرح رکاوٹ پیدا ہوگئی۔

میری ریسرچ اس بات کو سمجھنے پر مبنی ہے کہ یہ برف کے ٹکڑے کیسے بنتے ہیں اور ہم انہیں کیسے بننے سے روک سکتے ہیں۔ جیسے کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ جتنے زیادہ پانی کے Molecules برف کے ٹکڑے میں شامل ہو جاتے ہیں اتنا ہی بڑا برف کا ٹکڑا بن جاتا ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ پانی کے Molecules برف کے ٹکڑوں سے دور رہیں۔ ان Molecule کو گیس Hydrate سے بھی دور رکھنا ہے۔ میری ریسرچ سے پتا لگتا ہے کہ بعض پلاسٹک پانی کے Molecule کو برف بننے سے روکتے ہیں۔ ایک اور فائدہ پلاسٹک استعمال کرنے کا یہ ہے کہ پلاسٹک بہت سستا میٹیریل ہے۔ اس کام کے لئے بہت کم مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو اخراجات کے لحاظ سے سستا طریق ہے۔

میں اپنے لیب میں یہ پلاسٹک خود بناتا ہوں اور جس طریق پر میں ان کو بنانا چاہوں میں بناتا ہوں۔ میں اس بات کا تجربہ کرتا ہوں کہ کن کیمیکلز سے یہ پلاسٹک بنتے ہیں۔ جب میں پلاسٹک بنا لیتا ہوں۔ پھر میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ پلاسٹک کس حد تک گیس Hydrate کو بننے سے روکتا ہے۔ یہ جو بڑا ٹینک اسکرین پر آپ کے سامنے ہے یہ پانی سے بھرا ہے۔ اس کو میں دو یا تین درجہ حرارت پر لے جا سکتا ہوں۔ یہی سمندر کا درجہ حرارت ہے۔ میرے پاس ایک اور ڈبہ ہے جس کے اندر میں پانی اور پلاسٹک کو ملاتا ہوں جن سے Hydrate بنتے ہیں۔ پھر میں ان میں Methane گیس ڈالتا ہوں۔ جس سے درجہ حرارت گرتا ہے تو Hydrate بنتے جاتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ کن وجوہات سے کتنے Hydrate بنتے ہیں۔ اس ریسرچ کے تحت بعض پلاسٹک کو استعمال میں لا کر میں نے برف کو بننے سے ستر فیصد تک روکا ہے۔

ابھی تک میں نے Hydrate کے منفی پہلو بیان کئے ہیں۔ یہ کہ ہمیں ان کو بننے سے کیوں روکنا چاہئے۔ اب میں ان کے فوائد بتانا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ Hydrate قدرتی طور پر سمندر کی زمین پر بنتے ہیں۔ اس لئے بہت ساری قدرتی گیس Hydrate کی شکل میں سمندر میں موجود ہے۔ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ انہیں کیسے نکالا جائے کہ بہت زیادہ قدرتی گیس ہمیں مل جائے گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ یہ قدرتی طور پر خود بخود بنتے ہیں، ہم ان گیس Hydrate سے گرین ہاؤس گیس کو کم کر سکتے ہیں۔ اگر ہم یہ گرین ہاؤس گیس جیسے کہ کاربن ڈائی آکسائیڈ اور Methane کو سمندر میں ڈالیں تو وہ خود ہی Hydrate بن کر سمندر کی زمین پر چلی جائے گی اور اس طرح فضا میں گرین ہاؤس گیس کم ہو جائیں گی۔

☆ پریزنٹیشن ختم ہونے کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ اب اپنے سوال کریں۔ اس نے اتنی تیزی سے سب کچھ بتا دیا ہے۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ پلاسٹک سے دنیا میں آلودگی بڑھتی ہے۔ تو آپ کے اس طریق سے دنیا میں آلودگی زیادہ ہوگی۔

اس پر موصوف نے بتایا۔ یہ پلاسٹک جو ہم بناتے ہیں صرف ان پائپ لائینز میں ڈالی جاتی ہے جہاں برف بن رہی ہوتی ہے۔ جب ان کا کام ہو جائے تو ان کو نکالا بھی جا سکتا ہے۔ یا پھر یہ پائپ لائن میں ہی رہتی ہیں۔ اس طرح یہ سمندر کو گندہ نہیں کرتے۔

حضور انور نے استفسار فرمایا۔ کیا یہ پائپ کے اندر ڈالیں گے یا باہر پینٹ کریں گے۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ پائپ لائینز کے اندر ڈالیں گے۔ جہاں پانی اور Hydrate موجود ہیں، وہاں یہ پلاسٹک جا کر برف پر حاوی ہو جاتی ہے۔ اس طرح برف بننے سے رک جاتی ہے۔ اس طرح ہم انہیں پانی اور قدرتی گیس کے ساتھ ملاتے ہیں۔

حضور انور کے استفسار پر موصوف نے بتایا۔ ایسی پلاسٹک استعمال میں لانی ہوگی جو پانی میں رہ سکے اور خراب نہ ہو۔ یہ ایسی پلاسٹک ہونی چاہئے کہ پانی سے مل کر کسی بھی طرح اثر انداز نہ ہو۔ اس پر میں ریسرچ کر رہا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا۔ تو یہ پلاسٹک برف پر کلیۃ حاوی ہو جائے گی اور پائپ کے اندر سب کچھ ہوگا اور یہ اس لئے ہوگا کہ گیس جلد نہ بنے اور یہ ایک خود بخود طریقہ کار ہے۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ اصل منشاء برف بننے سے روکنا ہے۔ پھر گیس برف بننے سے خود ہی رک جائے گی اور گیس ہی رہے گی۔

حضور انور نے فرمایا۔ آپ کی ریسرچ میں برف کو کتنی حد تک روکنا ہے؟

اس پر موصوف نے عرض کیا: جتنی زیادہ برف ہو اتنی ہی دقّت آتی ہے۔ وہ دوبارہ پانی نہیں بنتی، اس لئے کوشش ہے کہ برف نہ ہی ہو۔ کیونکہ جتنی زیادہ گیس ہو، اتنا نقصان ہونے کا خدشہ ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا۔ کیا اس سے بہتر کوئی حل نہیں ہے؟

موصوف نے عرض کیا۔ کئی اور حل ہیں۔ مگر ان میں اخراجات بہت زیادہ ہیں۔ بعض انڈسٹری دوسرے طریق کو استعمال کررہی ہیں۔

حضورانور نے دریافت فرمایا۔ کیا یہی ایک بڑا حادثہ ہوا تھا جو پچھلے سالوں میں ہوا اور کیا اس حادثہ سے قبل اس مسئلہ پر کوئی کام ہورہا تھا۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ یہ ایک بڑا حادثہ تھا۔ اس طرح کے اور بھی کئی حادثات ہوئے لیکن اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں ہورہا تھا۔

حضورانور نے دریافت فرمایا۔ ابھی ریسرچ کس حد تک ہوئی ہے، اور کمپنیاں اس بارہ میں کیا کررہی ہیں اور کتنے پیسے دیتی ہیں؟

موصوف نے عرض کیا کہ کمپنیاں یونیورسٹی کو پیسے دیتی ہیں۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ اگر برف تین چار درجہ حرارت پر جم رہی ہے، اس کا مطلب پانی میں کسی قسم کی آلودگی ہے۔ آپ کے پلاسٹک کے ذریعہ حل سے مزید گندگی پھیلے گی۔ اس طریق سے Isomation ہوگی۔ جو کہ خود آلودگی ہے۔ کینیڈا اور امریکا میں پلاسٹک کی کوالٹی چیک ہوجائے گی لیکن چین جیسے ملک میں اگر یہ طریق استعمال کریں گے تو پلاسٹک کی کوالٹی گرجائے گی جس کی وجہ سے بہت آلودگی پھیلے گی۔ آپ کا یہ حل مناسب ہے یا نہیں۔

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ تمہارا پروڈکٹ گیس ہے یا پانی؟ اگر پانی خراب ہو بھی جائے تو کیا فرق پڑے گا۔

موصوف نے جواب دیا۔ اگر پانی گندہ ہوگا تو برف زیادہ بن جائیگی لیکن پلاسٹک کے ساتھ کم ہوگا۔

حضورانور نے فرمایا۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ پانی ہے۔ گیس کے زیادہ ہونے سے برف زیادہ بنے گی۔ آپ کے پلاسٹک ڈالنے سے کمی آجائے گی۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح خون کی نالیاں بند ہوجاتی ہیں۔ ڈاکٹر stent ڈال دیتے ہیں۔ کیا آپ بھی ایسا کریں گے۔ یہ اس لڑکے کا سوال ہے۔ پائپ لائن وقتاً فوقتاً تبدیل کرنا ہوگا کیونکہ گیس کے سبب پائپ خراب ہوجائے گی۔ یا اور کوئی کیمیکل ڈالوگے۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ یہ بھی دیکھا جارہا ہے کہ کون سے کیمیکل ڈالے جائیں تا کہ برف نہ بنے۔

حضورانور نے فرمایا۔ اگر برف زیادہ بن جائے گی۔ پریشر زیادہ ہونے کے سبب پائپ کے پھٹنے کا خدشہ زیادہ ہوجائے گا۔ یہ ایک اور مسئلہ ہے۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ اگر ہم کچھ نہ کریں تب تو پائپ ضرور پھٹے گا۔ اگر ہم پلاسٹک کے استعمال سے برف کے بننے کو کلیتہً روک دیں تو پھر یہ مسئلہ حل ہوگا۔

حضورانور نے فرمایا۔ آپ ابھی اس پلاسٹک کو استعمال کررہے ہیں۔ یا ابھی ریسرچ ہی کررہے ہیں؟

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ ابھی صرف تحقیق ہی کر رہے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا۔ دوسرے لڑکے نے یہ سوال کیا ہے کہ اس سے مزید آلودگی پیدا ہوگی۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ اگر کم پلاسٹک استعمال کرکے برف کے بننے کو پوری طرح روک دیا جائے تو یہ مسئلہ حل ہوجائے گا۔ پلاسٹک کی بناوٹ ایسی ہو کہ وہ پانی کو آلودہ نہ کرے۔

حضورانور نے فرمایا۔ اگر ایسا کروگے تو فی الحال حل نکل آئے گا۔ شائد ٹیکنالوجی ترقی کرلے اگر جنگ عظیم نہ ہو تو پائپ کو سکین کرکے صورت حال دیکھی جاسکتی ہے۔ ابھی سمندر کے نیچے اس کو دیکھنے کے لئے کون جائے گا۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ آپ نے اپنی پریزینٹیشن میں ایک بڑے پائپ کے حادثہ کے متعلق بتایا تھا۔ اگر پلاسٹک ڈالنے کے باوجود پائپ پھٹ جائے تو پلاسٹک کا پانی اور سمندر کے جانوروں پر کیا اثر ہوگا۔

اس پر موصوف نے کہا۔ اگر یہ پائپ پھٹ جائے پھر حیاتیاتی مسئلہ ہوگا۔ لیکن پلاسٹک کی مقدار اتنی کم ہے کہ سمندر پر بہت کم اثر انداز ہوگا۔

حضورانور نے فرمایا۔ سمندر کا پانی ویسے ہی آلودہ ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کتنی نیچے جاتی ہے یہ پائپ لائن۔ پانچ سو میٹر تک جاتی ہے؟

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ پانچ سو سے ایک ہزار میٹر تک نیچے جاتی ہے۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ اگر CO_2 اور دوسری گرین ہاؤس گیس کو سمندر میں ڈالا جائے تو یہ پانی کو Acidic بنادے گا۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ جیسے ہی ہم یہ گیس ڈالتے ہیں ویسے ہی یہ برف بن جاتی ہے۔ یہ پانی کے ساتھ react کرکے acid نہیں بنتی۔ جیسے ہی ڈالا جاتا ہے یہ برف بن کر سمندر کی زمین پر چلا جاتا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں موصوف نے بتایا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ پلاسٹک برف بننے ہی نہ دے۔ بعد میں اگر پلاسٹک کو استعمال میں لانا ہو۔ تو اس پر تحقیق کررہا ہوں کہ پانی سے کس قسم کا پلاسٹک کم اثر انداز ہوگا۔

حضورانور نے فرمایا۔ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ کچھ فاصلہ کے بعد انجکشن پلانٹ لگائے جائیں جو خود بخود ہی پلاسٹک مناسب مقدار میں پھینکتے جائیں۔

اس پر موصوف نے عرض کیا کہ یہی ہم کررہے ہیں۔

ایک طالب علم نے سوال کیا کہ آپ نے بتایا تھا کہ پانی کو برف بننے سے روکنے کے لئے پلاسٹک کا استعمال کیا جارہا ہے۔ میں نے اپنی تحقیق میں colligative properties کے بارہ میں سیکھا ہے۔ اگر پانی میں مزید Molecule ڈالے جائیں تو وہ برف نہیں بنے گا۔ صرف زیرو درجہ حرارت پر برف بنے گا۔ تو کیا آپ پلاسٹک کے ساتھ یہی طریق عمل میں لارہے ہیں۔ یا آپ اس طریق کو استعمال میں کیوں نہیں لاتے۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ یہ پلاسٹک پانی کے جمنے کا درجہ حرارت تبدیل نہیں کرتا۔ یہ صرف برف کے گرد لپٹ جاتا ہے۔ مزید پانی کو برف بننے سے روکتا ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ یہ پلاسٹک صرف برف پر ہی چسپاں ہوگی۔ اگر درجہ حرارت مناسب رہے گا تو پلاسٹک کی ضرورت نہیں رہے گی۔ صرف جہاں درجہ حرارت گرے گا وہاں پلاسٹک لگا دی جائے گی۔ جہاں پر liquid سے solid بننا شروع ہوگا ساتھ ہی پلاسٹک لگا دی جائے گی۔ یہ حل سو فیصدی نہیں ہے۔ کیونکہ تم ستر فیصد برف بننے سے روکتے ہو۔ کچھ مدت بعد پلاسٹک والی برف اتنی زیادہ ہوجائے گی کہ تیل کی روانی میں دقّت آئے گی۔

☆ اس کے بعد سعد وڑائچ صاحب نے اپنی پریزینٹیشن دیتے ہوئے کہا:

میں نے اپنا بیچلر آف الیکٹریکل انجینئرنگ میں پاکستان Nust یونیورسٹی سے مکمل کیا ہے۔ ایک مہینہ پہلے ٹورانٹو آیا ہوں۔ اب میں انجینئرنگ میں ماسٹر کرنا چاہتا ہوں۔ میری تحقیق اس پر مبنی ہے کہ سٹیم پائپ لائن میں شگاف کو کیسے روکا جائے۔ میں آپ کو چین میں ایک تیل کے دھماکے کے بارہ میں بتاؤں گا۔ وہاں پائپ میں پریشر بڑھنے کے سبب پائپ پھٹ گیا۔ اکیس لوگ جاں بحق ہو گئے۔ سٹیم جنریٹر دنیا کے ساٹھ فیصد بجلی کے پلانٹس میں استعمال ہوتا ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ نیوکلیر پاور پلانٹ میں یا دوسرے میں بھی استعمال ہوتا ہے؟

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ نیوکلیر اور کول اور آگ وغیرہ تمام پلانٹ میں استعمال ہوتا ہے۔ سٹیم انجن کا بنیادی کام سٹیم بنانا ہوتا ہے۔ اس سٹیم سے ٹربائینز چلتے ہیں جن سے بجلی بنتی ہے۔ سٹیم جنریٹر میں کئی ہزار پائپ ہوتے ہیں۔ جو کہ بہت لمبے اور گولائی میں چھوٹے ہوتے ہیں۔ جب بہت گرم پانی ان میں سے گزرتا ہے۔ تو ان پائپ کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ وقت کے ساتھ پائپ کے اندر گرم پانی کے گزرنے کے سبب زنگ آجاتا ہے۔ باہر بھی شگاف پیدا ہوجاتے ہیں۔ اگر ان شگافوں کو وقت پر دیکھا نہ جائے تو پھٹ کر سخت نقصان کرسکتے ہیں۔ جیسے کہ پہلے واقعہ بیان کیا ہے۔ میری تحقیق یہ ہے کہ ان شگافوں کو دیکھا جائے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ یہ پائپ کس میٹریل کی بنی ہوتی ہے؟

موصوف نے عرض کیا: یہ پائپ Alloy 6 hundred اور Alloy 4 Hundred کی بنی ہوتی ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ ان Alloy میں بھی زنگ لگ جاتا ہے۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ ایک سٹین لیس سٹیل پائپ بنایا گیا تھا۔ جس کو زنگ کم لگتا ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ اگر کوئی پلاسٹک کوٹنگ ہو یا فائبر گلاس وغیرہ ہو تو۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ پانی چونکہ بہت گرم ہوتا ہے اس لئے پلاسٹک کو بھی خراب کردیتا ہے۔ ہمیشہ یہ خدشہ رہتا ہے کہ اس کو زنگ لگ جائے گا۔ اس کا حل فقط وقت پر شگاف کو پہچاننا ہے۔ ہماری تحقیق یہ تھی کہ Conductor کے گرد magnetic fields لگائی گئیں۔ Edi-Current Induce کیا گیا۔ Edi-Current Technique سے کمپنیاں اپنے پائپ میں شگافوں کا پتہ لگاتی ہیں۔ پائپ یا دوسری لوہے کی چیزوں میں۔ Edi-Current Probe کو پائپ میں ڈالا جاتا ہے۔ شگاف کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ لیکن یہ ہر شگاف کا پتہ نہیں لگا سکتا۔

حضورانور نے فرمایا۔ کیا وہ ہر پائپ کو اوپر سے ہی سکین کرلیتے ہیں۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ فی الحال ہم ظاہری طور پر یہ تحقیق نہیں کررہے بلکہ کمپیوٹر پر کررہے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں Edi-Current Technology کی اس طرز پر ضرورت ہے کہ وہ شگاف کا حقیقی طور پر پتہ لگاسکیں۔

حضورانور نے فرمایا۔ کیا تم پائپ کے بارہ میں یہ پتہ نہیں کرسکتے کہ اس کی کام کرنے کی مدت کتنی ہے؟ اس سے پہلے پہلے تم پائپ کو بدل دو۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ پانی اور سٹیم کا درجہ حرارت اور مقدار وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اگر کوئی leakage ہوجائے تو سلفائیٹ کے سبب بہت جلدی زنگ لگ سکتا ہے۔ اس لئے اسے مسلسل مونیٹر کرنا ضروری ہے۔

حضورانور نے فرمایا۔ ہر پلانٹ کے پاس ایک Stand by پلانٹ ہونا چاہئے۔ پھر کام مہنگا ہوجائے گا۔ ایک وقت میں ایک ہی پائپ کو تبدیل کرتے ہو۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ اگر کوئی پھٹ نہ جائے۔ اس تصویر میں ہم اندر کے شگاف کو دیکھتے ہیں اگر وہ کچھ بڑا ہوجائے تو خدشہ ہوتا ہے۔ تو یہ Edi-Current Technology ہمیں شگاف کے بارہ میں صحیح معلومات دیتی ہے۔ یہ probe تمام پائپ کو اندر سے سکین کرکے ہمیں شگاف کا سائز بتا دیتی ہے۔ اگر پائپ کے کُل سائز میں کوئی بھی تبدیلی ہو تو معلوم ہوجاتا ہے کہ ایک شگاف پیدا ہوچکا ہے۔ ایک اور طریق بھی ہے جس سے Fusion Technique کہتے ہیں۔ اس طریق میں تین frequencies سے شگاف کی گہرائی کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ frequency کو زیادہ یا کم کرنے سے شگاف کی گہرائی کا پتہ لگایا جاتا ہے کہ آیا کم ہے یا زیادہ۔ اس طریق سے ہم شگاف کے سائز کا صحیح پتہ لگاسکتے ہیں۔ اس تصویر میں دیکھ سکتے ہیں کہ اس طریق سے شگاف کا کیا سائز پتہ لگا اور حقیقت میں اس کا کیا سائز ہے۔ بہت ہی کم فرق ہے۔ چوڑائی میں بھی اور گہرائی میں بھی۔ ہماری اس ٹیکنالوجی سے حقیقتاً شگاف کا کافی حد تک صحیح اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ان سب تحقیقات سے ہم شگاف کا دس فیصد پتہ لگاسکتے ہیں۔ ابھی بھی بہت تحقیق کی ضرورت ہے۔ اور ہم مختلف تجربے کرتے جارہے ہیں جن سے سٹیم جرنیٹر محفوظ طریق سے چل سکے۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ آپ کو کتنی دفعہ ان شگاف کو چیک کرنا ہوگا، کہ کوئی حادثہ نہ پیش آئے؟

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ سالانہ طور پر سب پائپ کو چیک کیا جاتا ہے جب پلانٹ کچھ مدت کے لئے بند ہوتا ہے۔ اگر ساٹھ فیصد سے زائد Tube Wall کو نقصان ہو، تو اس پائپ کو تبدیل کردیا جاتا ہے۔ اگر ایک بیرل میں بہت سے پائپ اس حالت کو پہنچ چکی ہیں، تو وہ تمام بیرل کو تبدیل کردیں گے۔

حضورانور نے فرمایا۔ پائپ کی thickness کتنی ہوتی ہے؟

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ 0.75 انچ۔ پائپ صرف چند ملی میٹر کی ہوتی ہے۔

حضورانو نے فرمایا۔ کتنی ملی میٹر کی corrosion ہو تو خدشہ آجاتا ہے؟

موصوف نے عرض کیا کہ 60 فیصد۔ اگر 60 فیصد tube wall باقی ہے تو پھر تبدیل کی جاتی ہے۔

حضورانور نے فرمایا۔ خطرہ صرف نیوکلیئر پلانٹ میں ہے کہ سب میں ہے؟

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ جس حادثہ کا میں نے ذکر کیا ہے چین میں۔ وہ coal fire پاور پلانٹ تھا۔ لیکن گرمی کی شدت کے سبب نقصان ہوا تھا۔

حضورانور نے فرمایا: radioactive خدشہ کے سبب نہیں۔ لیکن نیوکلیئر پلانٹ میں اُس کا بھی خدشہ ہوتا ہے۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ نیوکلیئر پلانٹ میں اس کا خطرہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا: روس میں جو Chernobyl کا حادثہ ہوا تھا یاد ہے؟ اس وقت پیدا ہو گئے تھے میرے خیال میں 1986 کی بات ہے۔

حضورانور نے فرمایا۔ اسکا اثر ابھی تک چل رہا ہے۔ یا جو جاپان میں سونامی آیا تھا، وہاں بھی نیوکلیئر لیک کی وجہ سے تباہی زیادہ ہوئی تھی۔ لیکن اس کے علاوہ بھی پائپ کے پھٹنے کا خدشہ رہتا ہے گرمی کی وجہ سے؟۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ اسی لیے ہم ٹیکنالوجی کو بہتر کرنا چاہ رہے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا۔ تمہیں چاہئے کہ ایسے میٹریل کا پتہ کرو جس کی corrosion کم ہو۔

اس پر موصوف نے عرض کیا۔ پہلے یہ alloy 400, 600 استعمال کرتے تھے لیکن ان سے corrosion زیادہ ہوتی تھی۔ اس لیے اب یہ stainless steel استعمال کرنے لگ گئے۔ اس سے کافی فرق آیا ہے۔

حضورانور نے فرمایا: میرا خیال تھا کہ stainless steel کو زنگ لگنے کا زیادہ خطرہ ہے؟ اگر اسی Alloy کے ساتھ fiber glass ڈالیں، تو شاید بہتر ہو جائے۔ کیا خیال ہے؟ اس بارہ میں ریسرچ کرو۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ کتنے فیصد فرق ہے آپ کے اندازہ میں اور حقیقی شگاف کے سائز میں اور کن وجوہات کے سبب یہ فرق ہے؟

اس پر موصوف نے بتایا کہ 10 فیصد فرق ہے ہمارے اندازہ اور حقیقی شگاف میں۔

اگر probe کو ایک frequency پر استعمال کیا جائے تو بہتر نتائج آتے ہیں۔ اگر تین frequencies پر کیا جائے تو اتنا اچھا اندازہ نہیں ہوتا۔ لیکن مختلف frequencies کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایک ہی وقت میں ہم مختلف شگاف کی گہرائیوں کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ کچھ مدت قبل نِسان (Nissan) کمپنی نے اپنی گاڑیوں پر ایک ایسا پینٹ لگایا جس سے بہت مدت تک پانی repel ہوتا ہے۔ آپ کوئی ایسا repellent پائپ کے اندر کیوں نہیں استعمال کرتے جس سے corrosion بہت کم ہو گی اور پائپ کی پائیداری زیادہ ہو جائے گی؟ پائپ تو آپ نے بہرحال تبدیل کرنا ہے، تو شگاف تلاش کرنے کی بجائے کوئی ایسا پینٹ کیوں نہیں استعمال کرتے جس سے پائپ لمبی مدت تک خراب نہ ہو؟

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ یہاں repellent کا سوال نہیں۔ یہاں تو پانی کے پریشر کی وجہ سے corrosion ہوتی ہے، جو بہرحال ہونی ہی ہے۔

موصوف نے عرض کیا۔ ایسا ہی ہے۔ fueled پانی اس میں ہوتا ہے جس کی گرمی کی شدت بہت ہوتی ہے۔

حضورانور نے فرمایا۔ اس کا کوئی outlet بنائیں تو اس کا پریشر Cusecs پانچ سو سے ہزار تک ہو رہا ہوگا۔ Cusecs کا مطلب ہے cubic feet per second۔ اس پریشر سے جب گرم پانی نکل رہا ہو تو corrosion تو ہونی ہی ہے۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ پاکستان ریفائنری میں مَیں انجینئر تھا۔ تو گزشتہ سوال کی وضاحت میں کہنا چاہتا ہوں کہ ایسی صورت میں ہم coating نہیں استعمال کرتے۔ نہیں تو heat transfer difference زیادہ ہو جائے گا۔ نیز، اگر پانی ٹیوب کو مَس نہیں کر رہا، تو پائپ کے پھٹنے کا خدشہ ہوتا ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ ایک مقصد اس کا یہ بھی ہے کہ پانی کو ٹھنڈا کیا جائے، اور اگر repellent لگا دیا جائے تو یہ نہیں ہو سکے گا۔ آپ ویسے کر کیا رہے ہیں؟

اس پر طالب علم نے کہا۔ میں ابھی پاکستان سے اے لیول کر کے آیا ہوں۔ اور یہاں یونیورسٹی آف ٹورانٹو میں ڈبل میجر کا ارادہ ہے۔

حضورانور نے فرمایا۔ ہر چیز نے فنا ہونا ہے، اسی طرح ان سب کو بھی تبدیل کیا جاتا ہے۔

موصوف پریزنٹر نے عرض کیا۔ جو ٹیکنالوجی شگاف کا پتہ لگانے میں استعمال ہو رہی ہے، وہ بھی کام کرتے ہوئے نقصان اٹھاتے ہیں۔

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ تو اس کا یہ فائدہ ہے کہ پورا بیرل تبدیل کرنے کی بجائے، ایک پائپ کا ہی پتہ لگا کر اُسے تبدیل کیا جاتا ہے۔

ایک طالب علم نے سوال کیا۔ یہ طریق صرف تب استعمال ہو سکتے ہیں جب پلانٹ بند ہے۔ جب پلانٹ چل رہا ہے، پھر بھی خدشہ ہے کہ کہیں کوئی شگاف پھٹ جائے۔ کوئی ایسا طریق ہے کہ پلانٹ کے چلتے ہوئے یہ پائپ مانیٹر کیے جائیں؟

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ وہی تو وہ ریسرچ کر رہا ہے۔ early diagnose کا مطلب کیا ہے؟ یہی کہ جلدی پتہ لگایا جا سکے کہ خطرہ کہاں ہے۔ یہی ان کا سوال ہے، اسی پر وہ بات کر رہے ہیں۔

موصوف پریزنٹر نے عرض کیا۔ ہم نے ایک pipeline detection gauge بنائی تھی۔ وہ live کام بھی کر سکتی ہے۔ اس کے اندر GPS بھی ہے جو بتا دیتا ہے کہ شگاف کہاں پیدا ہوا ہے۔

اس پر حضورانور نے فرمایا۔ تو پھر اس کو ٹھیک کیسے کیا جائے گا؟ وہ سوال کر رہے ہیں کہ چلتے چلتے ٹھیک کرو؟

اس پر موصوف پریزنٹر نے کہا۔ یہ صرف ایک detect کرنے کا طریقہ ہے۔ پھر اگر خدشہ کا پتہ لگ جائے تو پلانٹ کو بند کر دیا جائے۔

طلباء کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس آٹھ بج کر تیس 30 منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر حضورانور نے طلباء کو جو قلم عطا فرمانے تھے۔ حضورانور نے اپنے ہاتھ میں لے کر برکت بخشی اور فرمایا نماز کے بعد طلباء میں تقسیم کر دیں۔ طلباء کی تعداد 175 تھی۔

بعد ازاں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمازِ مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

22/اکتوبر بروز ہفتہ 2016ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چھ بجے ’’مسجد بیت الاسلام‘‘ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور حضور انور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ’’مسجد بیت الاسلام‘‘ تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پِیس سمپوزیم میں شمولیت

آج ایوان طاہر میں Peace Symposium کا پروگرام تھا۔ پانچ بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایوان طاہر کے ایک میٹنگ روم میں تشریف لے آئے جہاں اس سمپوزیم میں شرکت کے لئے آنے والے مہمانوں میں سے Mayor of Vaughan، Maurizio Bevilacqua صاحب ممبر پارلیمنٹ Deb Schulte صاحب اور Vaughan شہر کی کونسلر Marilyn Iafrate حضور انور کی آمد اور ملاقات کے منتظر تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مہمانوں سے تعارف حاصل کیا اور ان کا حال پوچھا۔

حضور انور نے ممبر پارلیمنٹ Deb Schulte صاحب کو لندن آنے کی دعوت دی۔ موصوف 22 سال ممبر پارلیمنٹ رہے ہیں اور بوجوہ Parliament Hill کے پروگرام میں شرکت نہ کر سکے تھے۔ جماعتی انتظامیہ کی طرف سے ان کو دعوت نہ مل سکی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد سے قبل ہال مہمانوں سے بھر چکا تھا۔ آج کے اس پیس سمپوزیم میں 614 غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمان شامل ہوئے جن میں مختلف علاقوں کے میئرز، کونسلرز، اخبارات کے جرنلسٹس، ڈاکٹرز، پروفیسرز، ٹیچرز، وکلاء اور زندگی کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔

پانچ بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ہال میں تشریف لے آئے۔

پِیس سمپوزیم کا باقاعدہ آغاز

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم ساغر باجوہ صاحب طالبعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا نے کی اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

میئر آف وان کا ایڈریس

بعد ازاں میئر آف وان، ماریزیو بیولاکوا (Mayor of Vaughan Maurizio Bevilacqua) نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

السلام علیکم، خلیفۃ المسیح! مکرم امیر صاحب کینیڈا، میں وان (Vaughan) کے 325000 لوگوں کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ ہم آپ کے دورہ کے منتظر تھے اور جہاں تک مجھے علم ہے حضور کا یہ چوتھا دورہ ہے۔ جب ہم اس کمیونٹی کی بات کرتے ہیں تو ہمارے سامنے یہ قول ہوتا ہے محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔ ہم محبت کو بطور اسم بیان کرتے ہیں لیکن اگر ہم محبت کو فعل کی حالت میں بیان کریں تو اس فعل کو ثابت کرنے کے لئے اظہار کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ اور جب میں حضور کے بارہ میں سوچتا ہوں تو سب سے پہلے حضور کا امن، محبت اور ہمدردی کا پیغام سامنے آتا ہے اور ایک اور چیز جس کی دنیا کو ضرورت ہے وہ ہے بین المذاہب گفتگو اور بین المذاہب رواداری۔ خلیفۃ المسیح آپ اس کا اظہار کیپیٹل ہل واشنگٹن ڈی سی، برٹش ہاوس آف پارلیمنٹ اور یوروپین پارلیمنٹ میں والہانہ طور پر کر چکے ہیں۔ ان تمام تقاریر میں حضور نے نہایت فصاحت و بلاغت سے انسانی حقوق اور بین الاقوامی تعلقات پر روشنی ڈالی۔ ہر اس موقع پر بہت سے منسٹرز، ممبران پارلیمنٹ، سیاستدانوں اور مذہبی راہنماؤں نے شمولیت اختیار کی جن کا زندگی میں مقصد پُرامن دنیا کا قیام ہے۔

حضور! آپ نے ترقی پذیر ممالک کی بھلائی کی طرف خاص توجہ دی ہے خاص طور پر آپ نے ان کو تہذیب اور خوراک، صاف پانی اور بجلی کے حصول میں راہنمائی فرمائی ہے۔ یہ صرف ایک مثال ہے جو میں پیش کر رہا ہوں کہ آپ اپنے عمل سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

وہ عظیم پیغام جو خلیفۃ المسیح ہمارے پاس لائے ہیں وہ امید اور ہم آہنگی کا ہے۔ اور اس سارے پروگرام کا مقصد کیا ہے؟ یہی کہ ہم سب انفرادی طور پر اور آپس میں مل کر ایک بہتر کل کے لئے کوشاں رہیں۔ ہم صرف سوچ بچار تک اور محض دعا تک ہی محدود نہیں کر سکتے بلکہ ہمیں اس سے زیادہ کرنے کی ضرورت ہے یعنی عملی طور پر کچھ کر دکھانے کی ضرورت ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم دعاوں اور غور وخوض کے بعد عملی تدابیر بھی کریں تا کہ انسانیت کے اعلیٰ ترین مقاصد کا حصول ہو سکے۔

امسال جماعت احمدیہ نے کینیڈا میں 50 سال پورے ہونے پر مختلف پروگرام تشکیل دیئے گئے تھے، ہمیں اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ جماعت احمدیہ کی کمیونٹی نے غیر معمولی خدمات کی ہیں۔ جماعت کی موجودگی کا احساس ہر روز کی شہری زندگی میں ہوتا ہے۔ یہ علاقہ پِیس ولیج کہلاتا ہے کیونکہ اس علاقہ سے اس لفظ امن کا والہانہ اظہار ہوتا ہے۔ یہ ایسی جگہ ہے جہاں محبت کی جیت ہے جو تمام مسائل کو ڈھانپ لیتی ہے اور یہ ایک ایسی کمیونٹی ہے جس کی پیروی دوسری کمیونٹیز کرتی ہیں۔

اب میں تھوڑے سے وقت میں جماعت احمدیہ کی مختلف تحریکات پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ آپ کی مہم Meet a Muslim family ایک ایسی مہم ہے جس میں اختلافات کو دور کرنا اور ملک بھر میں کینیڈین لوگوں کو ملا دینا مقصد تھا۔

Stop the Crisis اس تحریک میں تمام ملک میں دہشتگردی کے خلاف ویڈیو اور تقاریر کے ذریعہ لوگوں کو توجہ دلائی اور کس طرح نوجوانوں میں اس رجحان کو روکا جا سکتا ہے۔

Je suis Hijabi اس مہم میں اس خیال کا رد کیا گیا کہ اسلام میں عورتوں کے حوالہ سے جو غلط تصورات پائے جاتے ہیں ان کا جواب دیا جائے۔

Fast with a Muslim Friend ایک تحریک جس کا مقصد لوگوں کو روزہ کا تجربہ کروانا تھا۔

Millions pounds of food اس مہم میں اس بھوک کی طرف توجہ مبذول کی گئی اور ان غریب کینیڈین لوگوں کی زندگی میں بہتری کے سامان پیدا ہوئے اور بنیادی سطح پر لوگوں کی مدد کی۔ حضور ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے محبت کو فعلی رنگ میں دکھا دیا۔

ڈیبرا شولٹ سابق ممبر آف پارلیمنٹ کا ایڈریس

اس کے بعد ڈیبرا شولٹ۔ (Deborah Schulte) سابق ممبر آف پارلیمنٹ نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ انہوں نے کہا:

السلام علیکم، آج میرے لئے خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں یہاں ہونا باعث عزت ہے۔ تمام معزز مہمانان کرام کا

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

یہاں ہونا، احمدیہ جماعت کے سربراہ کی موجودگی میں ہم سب کے لئے باعث فخر ہے۔آج میرا پیغام شکریہ کا پیغام ہے۔ میں حضور انور کا پارلیمنٹ ہل پر تشریف آوری کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جہاں حضور نے اپنے پُرشوکت خطاب میں محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں پر زور دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ حضور نے اپنے بیان میں ہمیں مذہبی آزادی کے قیام کی طرف توجہ دلائی اور بعض حکومتی پالیسیوں پر بھی روشنی ڈالی اور ہم شکرگزار ہیں کہ آپ نے وقت نکال کر ان اہم موضوعات پر روشنی ڈالی۔ میں ملک لال خان امیر جماعت احمدیہ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں آپ نے مجھے انگلستان کے جلسہ سالانہ پر مدعو کیا۔ یہ میرے لئے زبردست تجربہ تھا جہاں میری دنیا سے آئے ہوئے احمدی نمائندگان سے ملاقات ہوئی اور معلومات میں اضافہ ہوا کہ کس طرح دنیا بھر میں جماعت احمدیہ لوگوں کی مدد کر رہی ہے۔ مجھے حضور کے خطابات سننے کا بھی موقع ملا۔

مَیں احمدیہ کمیونٹی کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جس طرح آپ نے ابھی تھوڑی دیر پہلے سنا کہ جماعت احمدیہ اس شہر میں کس اہمیت کی حامل ہے اور میں بذات خود ہر ایک احمدی کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جو خدمت خلق میں مصروف ہیں۔ انہوں نے شام سے آنے والے پناہ گزینوں کی کینیڈا میں منتقل ہونے میں گورنمنٹ کی مدد کی ہے اور ہسپتال کے لئے فنڈز جمع کئے ہیں اور جلد ہم ہسپتال کا تعمیراتی کام شروع کر دیں گے۔ جماعت احمدیہ باقی تنظیموں کے لئے بطور نمونہ ہے۔ حضور اب چند دنوں میں مغربی کینیڈا کے دورہ پر روانہ ہوں گے، میری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں کہ جس طرح یہاں آپ نے امن کا پیغام پہنچایا، وہاں پر بھی اس کا موقعہ ملے اور آپ کا پیغام دنیا بھر میں پھیل جائے۔ شکریہ۔

میریلن ائیفریٹ کونسلر سٹی آف وان کا ایڈریس

بعدازاں میریلن ایفریٹ (Marilyn Iafrate) کونسلر سٹی آف وان (Vaughan) نے اپنا مختصر ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

خلیفۃ المسیح سے یہ میری پہلی ملاقات ہے۔ میں بہت خوش ہوں اور اس پروگرام میں شامل ہونا میرے لئے باعث عزت ہے۔ میں ایک چھوٹا سا تحفہ پیش کرنا چاہتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ آپ اس کو اپنے ساتھ یوکے لے جاسکیں گے۔ یہ ایک تختی ہے جس میں جماعت احمدیہ کینیڈا کے پچاس سال کی تقریب کا نشان ہے اور اس میں ایک خاص چاندی کا سکہ پیوست ہے۔

چنانچہ موصوفہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں یہ تحفہ پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم فرحان احمد کھوکھر صاحب نائب امیر کینیڈا نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پانچ بجکر 45 منٹ پر انگریزی زبان میں اپنا خطاب فرمایا۔ جس کا اردو ترجمہ دیا جارہا ہے۔

پِیس سمپوزیم میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب کا آغاز بسم اللہ الرحمان الرحیم کے ساتھ فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

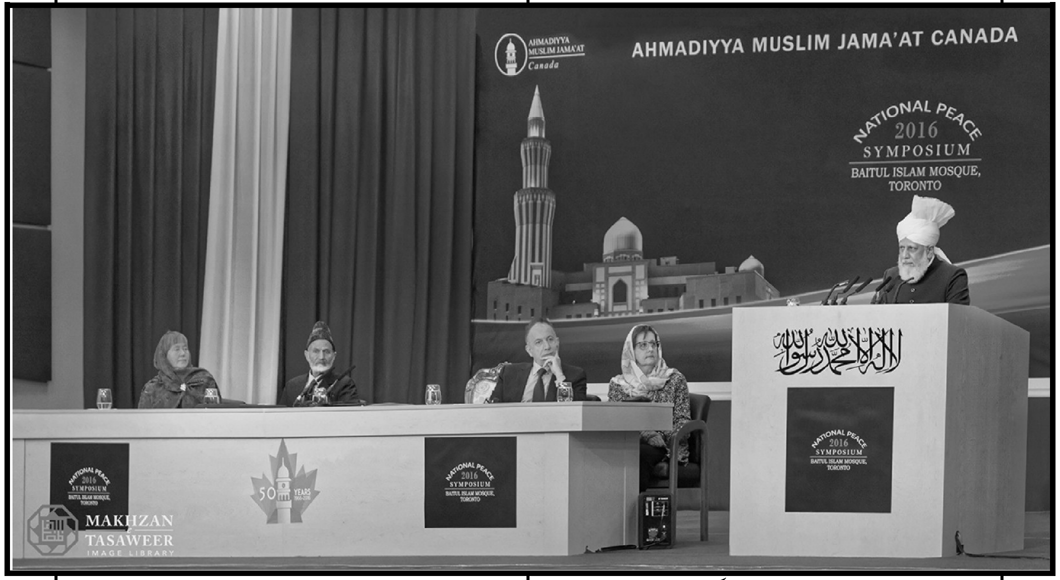

آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ اس موقع پر سب سے پہلے تو میں آپ سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں نے بڑی محبت کے ساتھ ہماری دعوت قبول کی۔

بعدازاں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** جماعت احمدیہ اسلام کا ایک فرقہ ہے جو بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی جو انہوں نے 1400 سال پہلے کی اس کے مطابق قائم ہوا۔ اس لحاظ سے احمدیت باقی فرقوں سے منفرد ہے کیونکہ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسلمان تفریق کا شکار ہوجائیں گے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص فرقہ کا ذکر نہیں فرمایا۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیشگوئی میں ایک ایسے زمانہ کی خبر دی جب مسلمانوں کی اکثریت اسلام کی حقیقی تعلیم کو بھلا دے گی اور ان کے اعمال دین سے مطابقت نہ رکھیں گے۔ مگر اس کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خوش خبری بھی دی کہ اس روحانی تاریکی کے زمانہ میں خدا تعالیٰ ایک شخص کو مسیح موعود اور امام مہدی (یعنی خدا سے ہدایت یافتہ) بنا کر بھیجے گا۔ وہ پوری دنیا کو اسلام کی صحیح اور پُرامن تعلیم سے منور کر دے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اور ہم احمدی مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے فرقہ کے بانی ہی وہ مسیح موعود اور امام مہدی ہیں، جو بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق بھیجے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اسلام کی حقیقی تعلیمات پر دائمی روشنی ڈالی اور دنیا کو بتایا کہ حقیقی اسلام کیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
پس سب سے پہلے تو میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کو کوئی جدّت پسند یا نیا اسلام سکھانے والا فرقہ نہ سمجھا جائے بلکہ ہم تو اسلام کی اُن حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں جو قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ ان عظیم تعلیمات کو دو فقروں میں سمویا جاسکتا ہے کہ اپنے خالقِ حقیقی سے پیار کرو اور اس کے حقوق ادا کرو اور دوسرا اس کی مخلوق سے پیار کرو اور اس کے حقوق ادا کرو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
پس مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بالخصوص انسان کے ساتھ جسے اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات قرار دیا ہے سے پیار، محبت اور ہمدردی کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہ درست ہے کہ ہم احمدی مسلمان امن پسند ہیں اور دوسرے مذاہب اور فرقوں کے ساتھ پُرامید اور پیار کے تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ اس وجہ سے نہیں کہ ہم اسلام سے منحرف ہوگئے اور اس کی تعلیمات کے اندر کسی بھی رنگ یا شکل میں جدت پیدا کر دی ہے بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ ہم اسلام کی اصل تعلیمات کی پیروی کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی ہی اسلام کی بنیادی تعلیمات کا محور ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
اب میں بتاتا ہوں کہ کس طرح قرآن کریم نے مسلمانوں کو ان دو بنیادی اصولوں کو پورا کرنے کے متعلق تعلیم دی ہے۔ قرآن کریم کی سب سے پہلی سورۃ کی سب سے پہلی آیت ہی بیان کرتی ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے اس کے بعد دوسری آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا مالک ہے۔ پھر تیسری آیت میں دوبارہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ بہت مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ سو قرآن کریم کی ابتدائی آیات سے ہی روزِ روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ صرف مسلمان ہی اللہ تعالیٰ (جو کہ بہت مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے) سے فیض نہیں پاتے بلکہ وہ تو ربّ العالمین ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کا رب نہیں بلکہ وہ تو عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں، سکھوں اور ہر عقیدہ کے ماننے والوں کا ربّ ہے۔ وہ تو اُن لوگوں کا بھی رب ہے جو اس کے وجود سے انکاری ہیں۔ اس لئے قانونِ فطرت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے تو تمام بنی نوع انسان کی بقا کے لئے ذرائع مہیا فرمائے ہیں۔ یہ تمام مسلمانوں کے لئے ایک عمومی سبق ہے کہ وہ ہرگز یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ خدا تعالیٰ صرف انہی کے لئے ہے، بلکہ وہ تو تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے بلکہ ہر قسم کی مخلوق کے لئے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
اس کے علاوہ قرآن کریم میں سورۃ الانبیاء کی آیت 108 میں اللہ تعالیٰ نے بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں صرف مسلمانوں کے لئے پیار، محبت اور ہمدردی کا ذریعہ بنا کر نہیں بھیجا بلکہ تمام مذاہب اور عقیدوں کے ماننے والوں کے لئے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ خلاصہ یہ کہ قرآن کریم کی ابتدائی آیات یہ ثابت کرتی ہیں کہ کوئی شخص اور کوئی قوم خدا تعالیٰ کے اوپر اجارہ داری کا دعویٰ نہیں کرسکتی، کیونکہ وہ تمام انسانیت کا خدا ہے۔ مزید یہ کہ وہ بہت مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بنی نوع انسان کے لئے امن، محبت اور پیار کا سرچشمہ بنا کر بھیجا ہے، خواہ وہ کسی بھی ذات، عقیدہ اور رنگ سے تعلق رکھتے ہوں۔ جب یہ اسلام کے بنیادی عقائد ہوں گے تو حقیقی مسلمانوں کے لئے کیونکر ممکن ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ کسی قسم کا جبر، ناانصافی یا ظلم کریں؟ یقیناً ایک سچا مسلمان تو یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ وہ کسی دوسرے کو نقصان پہنچائے یا ان کے متعلق بری نیت رکھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
پس یہی وہ نیک تعلیمات ہیں جن کی بنا پر جماعت احمدیہ اپنا پیغام محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں دنیا بھر میں پھیلا رہی ہے۔ یہی وہ نیک تعلیمات ہیں جن کی وجہ سے احمدی مسلمان کسی سے عداوت اور نفرت نہیں رکھتے۔ یقیناً بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامِ امن کا بنیادی اصول ایک فقرہ میں بیان فرما دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ جتنے سادہ ہیں اتنے ہی شاندار بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں دوسروں کے لئے وہی پسند کرنا چاہیے جو ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
سوال یہ ہے کہ ہم اپنی زندگیوں سے کیا چاہتے ہیں؟ کیا ہم سختیاں اور ملال چاہتے ہیں؟ کیا ہم ناانصافی چاہتے ہیں؟ کیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بے دردی اور سنگدلی کا سلوک کیا جائے؟ کیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم غربت کا شکار ہوجائیں اور روز رات کو بھوکے پیٹ سوئیں؟ کیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے موذی بیماریوں میں مبتلا ہوجائیں، اور انہیں تعلیم مہیا نہ ہو اور خطرات سے دوچار رہیں؟ یقیناً کوئی بھی عام انسان ان میں سے کسی چیز کو نہیں چاہے گا۔ لہٰذا بطور مسلمان ہمیں چاہئے کہ ہم صرف اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے بھی خوشحالی چاہیں۔ ہمیں اپنے دل انسانیت کے لئے کھولنے چاہئیں۔ ہمیں دوسروں کے دکھ اور درد کو اپنا دکھ اور درد سمجھنا چاہئے۔ یہ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دوسروں کے حقوق ادا کرے، ان کے لئے نیک خواہشات رکھے، ان کا خیال رکھے اور بوقت ضرورت ان کی مدد کرے قطع نظر اس کے کہ ان کا مذہب کیا ہے اور وہ کہاں سے تعلق رکھتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یقیناً بعض اوقات ایسے حالات آجاتے ہیں جو لوگوں کے درمیان لڑائی جھگڑے کا باعث بنتے ہیں۔ انسانی فطرت ہی ایسی ہے کہ ہر ایک کا ہر بات پر متفق ہوجانا ناممکن ہے۔ سو وقتاً فوقتاً اختلافات ظاہر ہوتے رہتے ہیں، لیکن ان اختلافات کو حل کرنے کی کنجی یہی ہے کہ دوسروں پر اپنے مفادات کو ترجیح دینے کی بجائے عدل اور انصاف سے کام لیا جائے۔ کسی بھی اختلاف کو ختم کرنے کے لئے انصاف ایک بنیادی تقاضہ ہے۔ اگر ایک شخص بااخلاق اور باانصاف نہیں تو جو بھی شکایت یا تکلیف ہے وہ مزید بڑھے گی اور امن کی بجائے نفرت اور حقارت میں اضافہ ہی ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
سو قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو انصاف پر قائم رہنے اور دوسروں سے بہترین سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن کریم نے سورۃ النساء کی آیت 136 میں انصاف کے نہایت اعلیٰ معیار کا تقاضا کیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم تقاضا کرتا ہے کہ سچائی کی خاطر ایک مسلمان اپنے تمام تر ذاتی مفادات کو ترک کرنے والا ہونا چاہئے۔ مسلمانوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنی تمام خواہشات اور رشتے داریوں کو ایک طرف رکھ کر کے خدا تعالیٰ کی خاطر گواہی دیں۔ اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ انصاف کو قائم کرنے کی خاطر اگر انسان کو اپنے نفس کے خلاف، اپنے ماں باپ کے خلاف یا اپنے پیاروں کے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو خوشی سے دے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک انسان کی سب سے پہلی وفا ہمیشہ سچائی کے ساتھ ہونی چاہیے۔ اس لئے اسے کبھی حقائق کو نہیں چھپانا چاہیے، اور نہ ہی جھوٹی گواہی دینی چاہیے۔ انسان کو کبھی اپنی ذاتی خواہشات کے پیچھے نہیں چلنا چاہئے

کیونکہ اس سے تعصب اور دشمنی جنم لیتے ہیں اور وہ صحیح اور جائز بات سے دور ہوتا جاتا ہے۔ یہ سنہری اصول دنیا کے مسائل حل کرنے اور ہر قسم کی نفرت کو امن، برداشت اور باہمی عزت واحترام میں بدلنے کا ذریعہ ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر قرآن کریم کی سورۃ النحل آیت 91 میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ نہ صرف سچ بولیں اور انصاف سے کام لیں بلکہ دوسروں پر احسان بھی کریں۔ اور یہ قرآن کریم کے احکامات کی کوئی آخری حد نہیں، کیونکہ جب ایک شخص کسی دوسرے پر احسان کرتا ہے تو اس بات کا احتمال رہتا ہے کہ وہ بھی بدلے میں کچھ چاہے گا، یا اس کو یاد کراتا رہے گا کہ اس نے اس پر احسان کیا ہے۔ لہٰذا قرآن کریم کہتا ہے کہ انسان کو ایسے عطا کرنا چاہیے جیسے رشتہ داروں کو عطا کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ دوسروں کے ساتھ ایسے برتاؤ کرے جیسے وہ اپنے پیارے اور قریبی رشتہ داروں سے برتاؤ کرتا ہے۔ یعنی وہ دوسروں سے ہمدردی اور محبت کرنے والا ہو اور بغیر کسی بدلہ کے دوسروں کی خدمت کے لئے تیار رہے جیسے ماں بے لوث ہوکر اور بغیر کسی انعام یا بدلہ کے اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس اسلام تو مسلمانوں کے اندر بے غرضی اور نیکی کی روح پھونکتا ہے اور انہیں بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے اپنے دل کشادہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اگر اس سنہری اصول پر عمل کیا جائے تو ہم اپنے گرد قائم نفرت کی دیواروں کو گرا سکتے ہیں۔ اس سے وہ رکاوٹیں ختم ہوسکتی ہیں جو بنی نوع انسان میں تفریق ڈالتی ہیں۔ یہ اصول معاشرے کے اندر انفرادی سطح سے لےکر عالمی سطح تک امن کے قیام کی کنجی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دنیا کی تاریخ میں پہلے بھی قوموں کے درمیان تنازعات اٹھے ہیں اور بڑے دکھ کی بات ہے کہ یہ آج بھی جاری ہیں۔ ان معاملات کو حل کرنے کے لئے قرآن کریم نے سورۃ المائدہ کی آیت 9 میں اعلیٰ ظرفی اور برداشت کا ایک دائمی اصول بیان فرمادیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کہتا ہے کہ دشمنی اور نفرت بھی ناانصافی اور انتقام کی آگ میں بدلنی نہیں چاہئے۔ بلکہ انصاف ہی وہ بابرکت راستہ ہے جو تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف لے جاتا ہے۔

قرآن کریم سورۃ انفال کی آیت 62 میں فرماتا ہے کہ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ مسلسل امن کے قیام کے لئے کوششیں کرتا رہے اور اس کے لئے ہاتھ سے کوئی موقع جانے نہ دے۔ اس آیت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ کسی جنگ یا لڑائی کے بعد اگر مخالف فریق صلح کی طرف طرح ڈالتا ہے تو آپ کو ضرور اس موقع سے پورا فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اس سے اگلی آیت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ اگر آپ کو یہ گمان گزرے کہ دوسرے فریق کی نیت میں فتور ہے اور وہ دھوکہ دینے کی کوشش میں ہے تو اس کے باوجود بھی خدا پر توکل کرتے ہوئے آپ کو امن کے قیام کی کوشش میں سرگرداں رہنا چاہئے۔ پس جب بھی اور جہاں بھی قیامِ امن کی ہلکی سی کرن نظر آئے یا ذرّہ بھر بھی امید پیدا ہو تو مسلمانوں کو تاکیدی حکم ہے کہ وہ بلا کسی خوف پورے عزم کے ساتھ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ اور امن کے اس راستہ سے ہٹنے کے لئے کسی قسم کے بہانے یا وجوہات نہ ڈھونڈتے پھریں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ اسلامی تعلیمات ہیں اور یہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک عمل ہے۔ تاریخ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ قیامِ امن کے حوالہ سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک منفرد حیثیت رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی انسان عدل وانصاف کے آئینہ سے اسلام کے ابتدائی زمانہ پر نظر ڈالے تو وہ جان لے گا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور میں لڑی جانے والی جنگیں دفاعی طرز کی جنگیں تھیں اور ان کی ابتدا کبھی بھی مسلمانوں نے نہ کی گو کہ دشمن ان پر بہیمانہ مظالم ڈھاتا تھا اور وہ ظلم کی چکی میں پستے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمیشہ امن اور صلح جُوئی کے لئے راضی رہتے تھے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جنگ وجدل کے خاتمہ کے لئے قرآن کریم سورۃ محمد کی آیت 5 میں ایک اور سنہری اصول بیان فرماتا ہے۔ قرآن کریم تاکید کرتا ہے کہ جنگ کے اختتام پر فاتح فریق کے لئے بہتر ہوگا کہ وہ رحم دلی کا ثبوت دیتے ہوئے تمام قیدیوں کو آزاد کرڈالے۔ ان غلاموں کو یا تو احسان کے طور پر یا مناسب فدیہ لےکر آزاد کردیا جائے۔ مگر آج ہم سب شاہد ہیں کہ قیدیوں کو سال ہا سال کس طرح بہیمانہ حالات میں رکھا جاتا ہے اور ان میں انصاف یا آزادی شاید ہی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس کے بالمقابل جنگ بدر کے بعد جو کہ ایک عظیم الشان جنگ تھی جس میں مکہ کے غیر مسلم ہمیشہ کے لئے اسلام کو نیست ونابود کردینا چاہتے تھے، اس جنگ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت رحم دلی سے کام لیا۔ بدلہ لینے کی بجائے جو سزا آپ نے تجویز کی وہ آنے والے وقتوں کے لئے اپنی ذات میں دومخالف فریقوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنے کی نہایت اعلیٰ مثال تھی۔ جنگی قیدیوں پر تشدد کرنے یا ان سے بدلہ لینے کی بجائے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قیدی پڑھنا یا لکھنا جانتے ہیں وہ اَن پڑھ مسلمانوں کو پڑھائیں۔ اس طرح ان کا تعلیم فراہم کرنا ان کی قید سے رہائی کا باعث بن گیا۔ اس طرح کی مثالوں کا ملنا محال ہے کہ کس طرح جنگ اور بدامنی کے حالات کا بھی نیک نتیجہ سامنے آیا۔ جن لوگوں کا مسلمانوں کے ساتھ جابرانہ سلوک تھا ان سے رحم دلی کا سلوک کیا گیا اور ان سے استاد کے طور پر کام لیا گیا۔ اس مثال سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے دو پہلو نہایت واضح طور پر نمایاں ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو اُن لوگوں سے بدلہ لیا اور نہ ہی کوئی بدسلوکی کی جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر مظالم ڈھائے تھے۔ دوسرا آپ نے ثابت کیا کہ آپ کے نزدیک تعلیم وتربیت کی کس قدر اہمیت ہے؟ آپ کی خواہش تھی کہ لوگ زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کریں اور اس کا راز تعلیم کے حصول میں مضمر تھا۔ کوئی دنیاوی بندہ اس طرز سے نہیں سوچتا۔ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حکمت اور شان میں منفرد نظر آتے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج چند خاص مسلمانوں کے بعض قابل نفرت افعال کی وجہ سے دنیا میں اسلام کو ایک پُرتشدد اور برداشت سے عاری مذہب سمجھا جارہا ہے۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کی تعلیمات آزادی ضمیر اور آزادی مذہب جیسے اصولوں کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ اسلام واضح طور پر یہ تعلیم دیتا ہے کہ مذہب میں کسی قسم کا کوئی جبر نہیں اور مذہب تو دل کا معاملہ ہے۔ یہ درست ہے کہ ابتدائی مسلمانوں نے بعض جنگیں لڑیں لیکن یہ جنگیں نہ تو کبھی ملکوں اور حدوں پر قبضہ کرنے کے لئے لڑی گئیں اور نہ ہی غیر مسلموں کو مجبوراً اسلام قبول کروانے کے لئے بلکہ ان کا اصل مقصد مذہبی آزادی کو ہمیشہ کے لئے ایک عالمی اصول کے طور پر قائم کرنا تھا۔ قرآن کی تعلیمات اس بارے میں نہایت واضح ہیں۔ مسلمانوں کو اس طرح کی دفاعی جنگ کی اجازت سورۃ حج کی آیت 41 میں دی گئی ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اجازت اس لئے دی گئی کہ مسلمانوں پر اُن لوگوں کی طرف سے حملے کئے جارہے تھے جو نہ صرف اسلام بلکہ مذہب کا بھی خاتمہ چاہتے تھے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ اگر مسلمانوں کو لڑنے کی اجازت نہ دی جاتی تو نہ کوئی کلیسا، نہ کوئی گرجا، نہ کوئی مسجد اور نہ ہی کوئی دوسری عبادتگاہ محفوظ رہتی۔ چنانچہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے جنگوں میں حصہ لیا تو اس کا مقصد لوگوں کی عبادت کے حق کا دفاع کرنا تھا تاکہ وہ جیسے چاہیں عبادت کریں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج ہم ایسے دَور سے گزر رہے ہیں جہاں اسلام پر اکثر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اسلام دوسروں کے حقوق تلف کرتا ہے جبکہ حقیقت مکمل طور پر اس کے برعکس ہے۔ اسلام وہ مذہب ہے جس کی تعلیمات نے تمام لوگوں اور تمام مذاہب کے حقوق کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اسلام یہودیوں اور عیسائیوں کا محافظ ہے۔ یہ ہندوؤں اور سکھوں کا محافظ ہے۔ اور یہ دیگر تمام مذاہب اور عقائد کا محافظ ہے۔ اسلام کے یہ انوکھے اور اعلیٰ معیار ہیں جن کے قیام کے لئے پہلے مسلمانوں نے اپنی جانیں دے دیں تا مذہب کی حفاظت کی جاسکے اور آزادی مذہب کی ضمانت دی جاسکے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسی طرح سورۃ طٰہٰ آیت 132 میں ایک اور اسلامی حکم مذکور ہے جس میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کوئی قوم کسی دوسری قوم کے مال پر لالچ کی نظر نہ ڈالے اور اس مال کی حرص نہ کرے جو ان کا نہیں ہے۔ تاہم آج کے دور میں ہر ایک حاسدانہ خواہش کرتا ہے کہ وہ دوسروں کے مال ومتاع پر قابض ہوجائے اور ان کے مال و دولت سے ناجائز فائدہ اٹھائے۔ اور آجکل ہونے والی جنگوں کی یہی بنیادی وجہ ہے۔ یقیناً اس خودپسندی اور لالچ نے انسانی اقدار کو نابود کر ڈالا ہے اور عالمی امن کو بار بار متاثر کیا ہے۔ مثلاً بعض حکومتیں بعض ممالک میں انسانی حقوق کی پامالی کو اس لئے مکمل طور پر نظرانداز کردیتی ہیں کہ ان کی نظر اس ملک کے تیل یا معدنی ذخائر پر ہوتی ہے۔ مگر عوام نہ تو اندھی ہے، نہ گونگی اور نہ ہی بہری۔ وہ جانتے ہیں کہ ان پالیسیوں کی بنیاد عدل پر نہیں ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس فطرتی طور پر اس کا نتیجہ غصہ اور بے چینی کی صورت میں نکلتا ہے۔ ان کی یہ نفرت اپنے ملک کے رہنماؤں تک محدود نہیں رہتی بلکہ اس کا اثر اُن عالمی طاقتوں پر بھی پڑتا ہے جو دولت کی خواہش اور حرص کی وجہ سے صرف اپنا فائدہ ہی سوچتی ہیں اور دوسروں کی بھلائی کی کوئی پرواہ نہیں کرتیں۔ اس لئے حکومتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے امور میں انصاف سے

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کام لیں اور ذاتی مفادات سے باہر نکل کر دنیا کا فائدہ دیکھیں۔ اگر اسلام کی تعلیمات کو حقیقی رنگ میں اپنایا جائے تو فساد اور بدامنی کو ہمیشہ کے لئے روکا جاسکتا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مگر آج عمومی طور پر مسلمان اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کے ملک ہاتھوں سے نکل رہے ہیں۔ یہ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ گو مسلمانوں کو براہِ راست ایسی تعلیم دی گئی ہے جو کہ مختلف قوموں اور حکومتوں کے درمیان امن کی ضامن ہے، پھر بھی یہ مسلمان ہی ہیں جو دوسروں سے بڑھ کر خود اپنی اقدار کے ساتھ غداری کر رہے ہیں۔ اسلام تو صرف عدل، انصاف، رحم دلی اور سخاوت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ مسلمان دنیا میں صرف لالچ اور نفرت ہی دیکھنے کو ملتی ہے۔ مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ آج ہمیں جو دنیا میں غیر یقینی اور فساد کی حالت نظر آرہی ہے اس کے ذمہ دار صرف مسلمان ہی ہیں۔ دنیا کی بڑی طاقتیں بھی غیر منصفانہ پالیسیاں اختیار کرنے کی وجہ سے قصوروار ہیں جو کہ آگ پر تیل کا کام کر رہی ہیں جس کے نتیجہ میں عدم استحکام میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ یہ بڑی طاقتیں قیامِ امن کے لئے کوششیں کرنے کی بجائے ذاتی مفادات کو ترجیح دے رہی ہیں بلکہ ان فسادات سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ جیسا کہ بعض بڑی طاقتیں مسلمان حکومتوں کو ہتھیار فروخت کر رہی ہیں اور بعض باغیوں کو ہتھیار مہیا کر رہی ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مزید یہ کہ مغرب میں بننے والے ہتھیار دہشتگرد تنظیموں کے ہاتھ لگ چکے ہیں اور اس طرح ان فتنوں کو بیرونی طور پر بھڑکایا جارہا ہے۔ جو میں کہہ رہا ہوں یہ کچھ نیا نہیں بلکہ لوگوں میں پہلے سے مشہور باتیں ہیں۔

مزید فکر کی بات یہ ہے کہ بڑی طاقتوں میں ایک دوسرے کے خلاف گروہ بندی ہو رہی ہے۔ ترقی پذیر ممالک کی نسبت ان بڑی طاقتوں کا اثر کہیں زیادہ ہے اس لئے بڑی طاقتوں میں گروہ بندی دنیا کے مستقبل کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ ہمیں ایسے امور کو فوری حل کرنا چاہئے ورنہ ہم دیوانہ وار ایک تباہ کن اور قیامت خیز جنگ کی طرف جارہے ہیں۔ اس جنگ کے نتیجہ کے بارہ میں سوچنا بھی محال ہے۔ اس جنگ کے نتیجہ میں آنے والی آفت اور تباہی آنے والی کئی نسلوں تک جاری رہے گی۔ اس لئے ہم امید رکھتے ہیں اور خداتعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ انسانیت کو عقل اور فہم و فراست عطاء فرمائے۔

آخر پر **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** خدا کرے کہ ہر مذہب اور ہر قوم دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کرنے والی ہو اور ہر قسم کی ناانصافی پر انصاف غالب آجائے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ تمام لوگ اپنے خالق حقیقی کو پہچانیں اور انہیں اس حقیقت کا احساس ہوجائے کہ خدا ہی ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور وہ نہایت رحیم و کریم ہے اور وہ ہر مذہب اور عقیدہ کے تمام لوگوں کے لئے چاہتا ہے کہ وہ اس دنیا میں متحد ہو کر رہیں اور تمام بنی نوع انسان اس کے فضل، رحم اور پیار کی بدولت ہم آہنگی اور امن کے ساتھ یکجا ہوجائے۔ خدا کرے کہ یہ روح دنیا میں پیدا ہوجائے۔ خدا کرے کہ ہم اپنی زندگیوں میں حقیقی امن دیکھنے والے ہوں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ایک بار پھر آپ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

....

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب چھ بجکر اٹھارہ منٹ تک جاری رہا۔ جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب ختم ہوا مہمانوں نے کافی دیر تک تالیاں بجاتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

اس کے بعد ڈنر کا پروگرام ہوا۔ تمام مہمانوں نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں کھانا کھایا۔

ڈنر کے بعد مہمان باری باری حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے آتے رہے، ہر ایک نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی اور حضورانور نے ہر ایک کے ساتھ گفتگو فرمائی۔

مہمانوں سے ملاقات کا یہ پروگرام قریباً ایک گھنٹہ بیس منٹ تک جاری رہا۔

اس کے بعد قریباً ساڑھے آٹھ بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الاسلام'' تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: نمازجنازہ حاضر وغائب

..........از صفحہ نمبر 2

فدائی خادم سلسلہ تھے۔ آپ کو 2014ء میں صدر انجمن پاکستان کی نمائندگی میں جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی شادی قادیان میں محترم مولوی فیض احمد صاحب درویش کی بیٹی مکرمہ حفیظ بیگم صاحبہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم محمد حنیف طاہر صاحب (سابق کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ۔ حال جرمنی) کے چھوٹے بھائی تھے۔

(5) مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد یونس بھٹی صاحب آف فیصل آباد۔ حال میری لینڈ۔ امریکہ)

15/اکتوبر 2016ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بہت کم عمری میں آپ کو جماعت میں شمولیت کی توفیق ملی۔ بیعت کی وجہ سے والدہ آپ کو چھوڑ کر میکے چلی گئیں اور آپ کی شادی میں بھی شامل نہ ہوئیں لیکن آپ کے ایمان میں کوئی کمزوری نہ آئی اور ہمیشہ ثابت قدم رہیں۔ والدہ کی جائیداد سے اپنا حصہ لینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جب جماعت کی خاطر ماں کو چھوڑ دیا تو جائیداد اور مال کیا چیز ہیں۔ آپ کو دین سے محبت اور خلافت سے گہرا پیار کا تعلق تھا۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرمہ بشیرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب مرحوم۔ ضلع سانگھڑ)

17 نومبر 2016ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ تہجد گزار، نمازوں کی پابند، کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، چندوں میں باقاعدہ، مہمان نواز، بہت بلند حوصلہ، غرباء اور ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت سے بے انتہا محبت تھی۔ اپنے بچوں کو بھی خلیفۃ المسیح سے محبت و وابستگی کی تلقین کرتی تھیں۔ خطبہ جمعہ باقاعدگی کے ساتھ بڑے غور اور انہماک سے سنتیں۔ اپنی عمر کے آخری حصہ تک باقاعدگی کے ساتھ رمضان المبارک کے سارے روزے رکھتی رہیں۔ مربیان سلسلہ، معلمین اور واقفین زندگی کا بہت احترام کرتی تھیں۔ آپ کو تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم مظہر اقبال صاحب (ناظم ارشاد وقف جدید ربوہ) کی والدہ تھیں۔ آپ کے باقی بیٹے بھی مختلف رنگ میں جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(7) مکرمہ شہزادی بلقیس منان صاحبہ اہلیہ مکرم میجر (ر) عبدالمنان منیر خان صاحب۔ لاہور

17 نومبر 2016ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت شیخ عبداللطیف صاحب بٹالوی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ چھوٹی عمر سے ہی صوم و صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، دوسروں کا دکھ درد بانٹنے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ پُرجوش داعی الی اللہ بھی تھیں۔ ہومیوپیتھی ڈاکٹر ہونے کے ناطے آپ نے بیشتر دیہات میں ہومیوپیتھی کیمپ لگانے کی توفیق پائی اور وہاں بھی تبلیغ کیا کرتی تھیں۔ خلافت سے بے انتہا محبت اور والہانہ عشق کا تعلق تھا۔ اپنے بچوں کو بھی خلافت سے مضبوط تعلق کی تحریک کیا کرتی تھی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر عبدالغفور منان صاحب (آف لندن) کی والدہ تھیں۔

(8) مکرم محمد عبدالسمیع جدران صاحب (آف نوابشاہ۔ حال یو ایس اے)

28/ستمبر 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کے پابند، بہت شفیق، مہمان نواز اور اعلیٰ خوبیوں کے مالک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خطبات جمعہ باقاعدگی سے سنتے اور ان نصائح پر فوراً عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ خلافت سے بہت محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ آپ نوابشاہ سندھ میں زمیندارہ کرتے رہے اور پھر جب امریکہ شفٹ ہوئے تو وہاں ایک کنسٹرکشن کمپنی میں کام کرتے رہے۔ بعد میں آپ اس میں حصہ دار بھی بن گئے اور اسی وجہ سے انہیں مسجد بیت الرحمان واشنگٹن کی بنیاد رکھے جانے کے وقت خدمت بجالانے کی توفیق بھی ملی۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں اور سلسلہ کا لٹریچر پڑھنے کا بڑا شوق تھا۔ اگر کوئی ربوہ جاتا تو اسے تاکید کر کے اپنے لئے نئی کتب منگوایا کرتے تھے۔

(9) مکرم عبداللطیف اکمل صاحب (آف ہڈرزفیلڈ۔ یوکے)

14/جولائی 2016ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ تہجد گزار، پنجوقتہ نمازوں کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، انتہائی نیک، صالح، متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(10) مکرمہ نگہت مجید صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالمجید صاحب چوہان۔ آف جرمنی)

8/اکتوبر 2016ء کو بعارضہ کینسر وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت میراں بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی پڑپوتی تھیں۔ آپ کا تعلق گوجرانوالہ پاکستان سے تھا۔ تقریباً ڈیڑھ سال قبل پاکستان سے ہجرت کر کے اپنے بیٹے کے پاس جرمنی آئی تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ، رحمی رشتوں سے پیار و محبت کا سلوک کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(11) مکرم فیض اللہ جمیل صاحب (جھنگ صدر)

14 نومبر 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو دل کے علاوہ بعض اور عوارض لاحق تھے لیکن نہایت صبر و شکر سے بیماری کا مقابلہ کیا۔ بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(12) مکرم ماسٹر ناظر حسین صاحب (ابن مکرم حاکم دین صاحب۔ لاہور)

19 نومبر 2016ء کو 95 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دور میں بیعت کی اور آپؓ ہی کے ارشاد پر حفاظت مرکز قادیان میں تین ماہ کے لئے ڈیوٹی کی بھی توفیق پائی۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، دعا گو، سادہ مزاج، روزانہ باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، بہت مہمان نواز اور خوش اخلاق انسان تھے۔ خلافت سے گہری عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ فجر کے بعد روزانہ صبح خلافت جوبلی کی دعائیں باقاعدگی سے پڑھا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم بلال احمد آصف صاحب (مربی سلسلہ۔ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ) کے نانا تھے۔

(13) مکرمہ لطیفاں بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری مختار احمد صاحب۔ آف جرمنی)

17 اکتوبر 2016ء کو طویل علالت کے بعد 73 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، مہمان نواز، بہت پاکیزہ زندگی گزارنے والی نیک اور باوفا خاتون تھیں۔ اپنے بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے ایک نواسے مکرم ملک عثمان نوید صاحب دو سال قبل جامعہ احمدیہ یوکے سے شاہد کا امتحان پاس کرنے کے بعد اس وقت جرمنی میں بطور مربی سلسلہ خدمت بجالا رہے ہیں۔

(14) مکرم عبدالعلیم صاحب (آف لیورپول)

یکم ستمبر 2016ء کو بعارضہ کینسر 64 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 6 سال صدر جماعت لیورپول کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ لمبا عرصہ آپ کا گھر بطور نماز سنٹر استعمال ہوتا رہا۔ لیورپول میں مسجد کی جگہ تلاش کرنے کے لئے آپ نے بڑی محنت اور خلوص سے کام کیا۔ عہدیداروں کا بہت احترام کرتے تھے۔ اپنے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ آپ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، خلافت سے والہانہ لگاؤ رکھنے والے بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 4

جیسے حقوق دلواتا ہے۔ ان کے اعمال کی جزا ہے اور دوسرے بہت سارے کام ہیں جہاں اشتراک ہے وہاں حقوق مشترک ہیں جہاں اختلاف پایا جاتا ہے وہاں مختلف حقوق اور ضروریات کو بیان کیا گیا ہے۔

مثلاً خوراک ہے، پانی ہے، زندگی کو قائم رکھنے کے لئے یہ ضروری چیزیں ہیں۔ مرد بھی کھاتا ہے اور عورت کے لئے بھی اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے خوراک کی ضرورت ہے۔ لیکن بعض حالات میں جب عورت حمل اور بچے کے پیدائش کے دور سے گزر رہی ہو اس کو بہترین غذا کی بھی ضرورت پڑتی ہے اور اس کو سب دنیادار بھی تسلیم کرتے ہیں، ڈاکٹر بھی تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اس عرصہ میں عورت کے جسم کے بعض حصے ایسی غذا چاہتے ہیں جو اس وقت عورت اور بچے کے لئے ضروری ہے۔ اسلام نے کس قدر باریکی میں جا کر ان باتوں کا خیال رکھا ہے کہ بچہ کو دودھ پلانے کے دوران عورت کے حق کا تحفظ کس طرح کیا ہے۔ اگر عورت مرد کی طلاق ایسے وقت میں ہو جائے جب عورت اپنے اور اس مرد کے بچے کو دودھ پلا رہی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بچہ کے دودھ پلانے کے دوران ماں کا کھانے پینے کا تمام خرچ مرد کے ذمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ(البقرة: 234) اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ حسب دستور دودھ پلانے کے دوران اس عورت کا کھانا اور اس کی پوشاک مرد کے ذمہ ہے۔ اور کھانے اور کپڑے سے مراد اخراجات ہیں نہ کہ صرف روٹی اور لباس کہ جس طرح نوکر کو دے دیا۔ عورت نوکر نہیں ہے۔ وہ اس کے بچے کی ماں ہے۔ اور معروف سے مراد ہے باپ بھی مقدرت کے لحاظ سے یعنی امیر اپنی طاقت کے لحاظ سے اور غریب اپنی طاقت کے مطابق دے۔ معروف کا یہ مطلب ہے۔ یہ ذکر طلاق کے ضمن میں کر کے واضح کر دیا کہ عام دودھ پلانے والی عورت مراد نہیں۔ یہاں اس کا ذکر نہیں ہو رہا کہ جو بعض قبیلوں میں رواج تھا اس زمانے میں بھی اور پرانے زمانے میں بھی کہ دودھ پلانے والی عورتیں رکھ لیتی تھیں۔ ان کے کھانے پینے کے خرچ کا ذکر نہیں ہو رہا بلکہ بچہ کی ماں کے کھانے پینے کا ذکر ہو رہا ہے۔ جہاں ماں پر فرض ہے کہ مقررہ وقت تک دودھ پلائے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق زیادہ سے زیادہ دو سال ہے، وہاں باپ پر بھی فرض ہے کہ بچہ کی ماں کا تمام خرچ اٹھائے اور عام نوکر یا مزدور کی طرح نہیں اٹھائے بلکہ فرمایا کہ اپنی طاقت کے مطابق، جو تمہارے وسائل ہیں، اس کے مطابق خرچ کرو۔ یہ نہیں کہ جب بیوی تھی تو زیادہ خرچ کرتے تھے، جب طلاق دے دی تو اور سلوک ہونے لگ جائے۔ جب تک بچہ ماں کا دودھ پی رہا ہے ماں کا خرچ اسی طرح دینا باپ پر فرض ہے جس طرح وہ پہلے بیوی کی حیثیت سے اس کا خرچ اٹھاتا تھا۔ یہ کوئی احسان نہیں ہے جو عورت پر کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ احسان نہیں ہے بلکہ عورت کا حق ہے جو تم نے اسے دینا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس حق کو عورت کو دلوایا۔ یہ حق قائم کر کے عورت کو ذلت سے بھی بچایا گیا ہے۔

پس اس طرح بظاہر معمولی باتوں سے بھی اسلام عورت کا حق قائم کر کے مرد کو اس کے فرائض کا احساس دلاتا ہے۔ پس اسلام تو ہر بات میں عورت کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ جب طلاق کے بعد اتنا خیال رکھنے کا حکم ہے تو مرد کے لئے بیوی کی حیثیت سے تو اور بھی زیادہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔

پھر باوجود اس کے کہ اسلام کہتا ہے کہ مرد اور عورت کی ذمہ داریوں میں فرق ہے۔ جسموں کی بناوٹ مختلف ہے۔ لیکن عقل سے جس طرح اللہ تعالیٰ نے مرد کو نوازا ہے اسی طرح عورت کو بھی نوازا ہے۔ علم حاصل کرنے کا حکم جس طرح مرد کو ہے اسی طرح عورت کو بھی ہے۔ گویا خدا تعالیٰ نے مرد اور عورت کو برابر کی ترقی کرنے کا مادہ بھی دیا ہے اور دونوں کو عقل دی ہے کہ اس کو استعمال کر کے اپنی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کر کے ایک دوسرے سے آگے بڑھ سکتے ہو۔ نہ مرد یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ عقل اور دماغ صرف مجھے ہی دیا گیا ہے اور میں ہی اس کے ذریعہ ترقی کرنے کا حق رکھتا ہوں، نہ ہی عورت اس بات کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو عقل دی ہے، جو ذہن دیا ہے اس سے علم وعرفان دونوں حاصل کر سکتے ہیں۔ کوئی مرد نہیں کہہ سکتا کہ ایک جگہ پہنچ کر عورت کے علم وعرفان کی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں اور مرد کی جاری رہتی ہیں۔ اسی طرح زبان مرد اور عورت کو ایک طرح دی ہے۔ اگر مرد بڑے بڑے مقرر ہو سکتے ہیں اور اپنے علم وعرفان کو بیان کرنے کی صلاحیت رکھ سکتے ہیں تو عورتیں بھی بڑی بڑی مقرر بن سکتی ہیں اور ہیں۔ اور عورت کا یہی علم وعرفان اور ترقی کا معیار ہے جو صحابہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے علم حاصل کرنے کے لئے لیکچر لیتے تھے۔ پس علم وعرفان میں بڑھنے اور مردوں کو بھی پڑھانے کا راستہ اسلام نے چودہ سو سال پہلے کھولا ہے اور جہاں ضرورت ہے اس کو استعمال کیا ہے۔ بالکل کھلی چھٹی نہیں دی بلکہ اگر حقیقت میں ضرورت ہے تو اس کو استعمال کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی عورت کے حیا اور تقدس کا بھی خیال رکھا ہے اور پردہ کی رعایت سے ان باتوں کی اجازت دی ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں وغیرہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں اور مردوں کو برابر دیئے ہیں مگر اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ عورت اور مرد کے ہاتھ پاؤں اور اعصاب میں قوت اور طاقت میں اللہ تعالیٰ نے فرق رکھ دیا ہے۔ یعنی مردوں کو زیادہ طاقت دی ہے اور عورت کو کم۔ مثلاً اعصاب کی طاقت مردوں میں عورتوں کی نسبت زیادہ ہے۔

ایک سروے یوکے (UK) میں ہوا تھا جس سے پتا چلا کہ کام پر آنے جانے کی وجہ سے عورتوں پر اعصابی اور نفسیاتی تناؤ اور سٹریس (stress) مردوں کی نسبت چار گنا زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مرد عورت پر قَوَّام ہے تو اس سے یہ بھی مطلب ہے کہ اس کے اعصاب بھی مضبوط ہیں۔ آپس میں گھروں میں بڑے مسائل پیدا ہوتے ہیں، معاملات ہوتے ہیں۔ لیکن معاملات کو ٹھیک رکھنے میں، مسائل کو حل کرنے میں مردوں کو برداشت کا مادہ دکھانا چاہئے۔ جب اعصاب میں فرق رکھا تو عورت کا حق بھی قائم کر دیا اور مرد کو نصیحت بھی کر دی کہ تم قَوَّام ہو اس لحاظ سے تمہارا فرض زیادہ بنتا ہے کہ اپنے اعصاب کو کنٹرول میں رکھو۔ اسی طرح مرد عورت کی نسبت اپنے قویٰ کی مضبوطی کی وجہ سے بوجھ بھی زیادہ اٹھا سکتا ہے۔ اگر مرد عورت کو یہ کہے کہ تم بھی میرے جتنا وزن اٹھاؤ تمہیں بھی اللہ تعالیٰ نے بازو دیئے ہوئے ہیں تو یہ عورت پر زیادتی ہے اور اس کے عورت ہونے کے حق کی نفی ہے۔ لیکن جو ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے عورت پر ڈالی ہے اس کے انجام دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے اعصاب کو بھی مضبوط کر دیا ہے۔ ایک جگہ اعصاب اتنے مضبوط نہیں کہ کام پر آنے جانے کی وجہ سے اس کا تناؤ اعصابی مردوں کی نسبت چار گنا زیادہ ہوتا ہے۔ دوسری طرف جہاں ضرورت تھی وہاں اعصاب بھی دے دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اعصاب کو مضبوط بھی کر دیا اور جہاں برداشت کی زیادہ ضرورت تھی اس میں برداشت کا مادہ بھی مرد سے کئی گنا زیادہ دے دیا۔ مثلاً صبر ہے اور برداشت ہے۔ یہ صلاحیت بعض حالات میں مرد کی نسبت عورت میں بہت زیادہ ہے۔ اس کی ایک عام مثال بچوں کو پالنے کی ہے۔ عورت بچہ کا رونا چلّانا برداشت کرتی ہے رات میں کئی کئی دفعہ اٹھ کر اسے دودھ پلاتی ہے۔ اس معاملے میں عورت کے صبر کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بعض مرد تو ایسے ظالم ہوتے ہیں کہ بچے کے تھوڑی دیر تک رونے چلانے کی وجہ سے بچہ کو مارنے لگ جاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ اس مضمون کو بیان فرما رہے تھے کہ عورت اور مرد میں فطرت کے مطابق کیا فرق ہے اور یہ فرق بیان فرمانے کے بعد جب آپ نے عورت کی مثال بچے کے رونے کے برداشت کرنے کے بارے میں دی تو فرمایا کہ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے عورت کا دل پہاڑ جیسا بنایا۔ آپ نے لکھا کہ بڑے بڑے مضبوط اعصاب کے لوگ اور بڑے فلاسفر جو ہیں ان کے سپرد اگر بچہ کرو اور بچہ رونے والا ہو تو شام تک وہ شخص نیم پاگل ہو جائے گا لیکن عورتیں بڑی ہمت سے اسے برداشت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو اس معاملہ میں ایسی طاقت دی ہے کہ حیرت انگیز ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں جنگ میں مرد کام آتے ہیں۔ یہاں پر عورت کتنی ہی صابر اور ہوشیار کیوں نہ ہو گھبرا جائے گی۔ جبکہ بچوں کی پرورش کے معاملہ میں جاہل سے جاہل عورت عقلمند سے عقلمند شخص کے مقابلہ میں بھی زیادہ معاملہ فہم اور عقلمند ثابت ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے کام کے لحاظ سے اس کی فطرت میں ہی صبر رکھا ہے۔ اس لئے شاید چند ہی مرد ہوں جو اس معاملہ میں صبر دکھا سکیں ورنہ عموماً مردوں میں سواں حصہ بھی عورت کے مقابلہ میں صبر نہیں ہے۔ بعض مرد بچوں کو سنبھال بھی لیتے ہیں۔ پرسوں ہی میں یہاں سے جب نماز پڑھانے جا رہا تھا، مَیں نے دیکھا فجر کی نماز پہ ایک شخص نے دو سال کا بچہ گود میں اٹھایا ہوا تھا جو ساتھ ہی اس کے سو رہا تھا، شاید ہال میں ہی سو رہا تھا اس نے بچہ کو سنبھالا ہے۔ کیا وجہ تھی اللہ بہتر جانتا ہے لیکن بہرحال اس کو چپ کرانا اور اس کو سنبھالنا، بڑے صبر سے وہ کام کر رہا تھا۔ تو ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں لیکن چند ایک۔ اس کے مقابلہ میں ہر عورت کو اللہ تعالیٰ نے فطرت دی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر عورتوں کے صبر کے بارے میں فرمایا کہ عورت کھانا پکانا، لکھنا پڑھنا سب کام کرتی ہیں اور ساتھ ہی بچوں کی نگہداشت اور ان کے رونے چلّانے سے ذرا نہیں گھبراتیں۔ ان کو بھی ساتھ ساتھ پال رہی ہوتی ہیں۔ اگر بالفرض کبھی گھبرا بھی جائیں اور بے چینی کا اظہار کر بھی دیں، چڑ بھی جائیں تو ذرا سی چپت لگا دی بچے کو اور پھر دوبارہ گلے لگا لیا۔ تو یہ عورت کی فطرت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کی فطرت ہی علیحدہ بنا دی ہے اور اس کے مطابق کام بھی علیحدہ کر دیئے ہیں۔ تو پھر یہ سوال ہی جاہلانہ ہے کہ ہر معاملہ میں برابری دو یا ان کے کام بدل دو۔ جس طرح مطالبات روزمرہ ہوتے ہیں کوئی بعید نہیں کہ یہ مطالبہ بھی ہونے لگ جائے کہ ان کے کام بھی بدل دو۔ مرد عورتوں کے کام کریں۔ عورتیں مردوں کے کام کریں۔ ایسی باتیں اب شروع ہو چکی ہیں۔

برطانیہ کے سابق وزیر اعظم نے اپنے ملک میں اجازت دے دی کہ اب فوج کے اس حصہ میں بھی عورتیں شامل ہو سکتی ہیں جو لڑنے والی فوج ہے اور ان کے مطابق یہ عورت کا حق اور برابری کا تقاضا ہے جو اس کو مرد کے برابر ہونا چاہئے کہ وہ فوج میں بھی لڑے۔ اس پر خود ان کے جرنیلوں نے آواز اٹھائی ہے کہ یہ غلط ہے۔ یہ کیا بیوقوفی والی بات ہے۔ بلکہ سابق فوجیوں نے تو کھلے طور پر کہا ہے کہ یہ فوج کو کمزور کرنے والی بات ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عورت مرد کے قویٰ اور طاقتوں میں فرق رکھ دیا تو پھر ایسے فیصلے سوائے نقصان پہنچانے کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکالیں گے۔ فوجیوں نے یہ بھی کہا کہ اگر عورت فرنٹ لائن پر جا کر لڑتی ہے تو مرد فوجی جو ہے وہ لڑائی پر توجہ دینے کی بجائے، دشمن سے لڑنے کی بجائے اپنی فوجی عورتوں کو بچانے کی طرف توجہ دیں گے۔ ان کی توجہ ساری اس طرف رہے گی۔ گزشتہ دنوں برطانیہ میں ایک ٹی وی پروگرام آ رہا تھا۔ ایک خبر پر تبصرہ تھا، اخبار کی خبر تھی کہ روسی فوج کو برطانوی فوج پر کچھ برتری حاصل ہے تو اس پر پروگرام کرنے والے نے ازراہِ مذاق کہا کہ شاید اس لئے کہ اب برطانوی فوج میں عورتیں بھی شامل ہو جائیں گی۔ تو یہ خود ان لوگوں کو احساس ہے کہ یہ فرق ہیں۔ یہ خود سمجھتے ہیں کہ عمومی حالات میں عورت مرد کی ذمہ داریاں اس کے قویٰ کے فرق کی وجہ سے مختلف ہیں۔ پس اس فرق کو سمجھنا چاہئے۔

اسلام ایسا خوبصورت مذہب ہے جو اس فرق کو سامنے رکھتے ہوئے عورت اور مرد کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتا ہے۔ دنیا میں مرد نے عموماً عورت پر زیادتی کی اور ہر معاملہ میں اختلاف کرتے ہوئے اپنی برتری ظاہر کرنے کی کوشش کی اور عورت نے بھی اس کے ردّعمل میں اب اپنے حقوق کے لئے ہر بات میں برابری کا مطالبہ کر دیا۔ دونوں کی غلطی ہے جس کی اصلاح ہونی چاہئے۔ اور ہم احمدیوں نے جو حقیقی اسلام پر عمل کرنے والے ہیں اس غلطی کی اصلاح کرنی ہے۔

افسوس یہ ہے کہ ہمارے اندر بھی ایسے مرد ہیں جو عورت کو حقیر سمجھتے ہیں۔ دو چار نہیں کئی عورتیں ہیں جو مجھے زبانی بھی کہتی ہیں اور خط بھی لکھتی ہیں کہ ہمارے خاوند شادی کے بعد چاہتے ہیں کہ ہم اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لیں کیونکہ اب ہم ان کی بیویاں بن گئی ہیں اور بیوی نے بہرحال ہر معاملے میں خاوند کی بات ماننی ہے۔ حتی کہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اپنے ماں باپ سے بھی نہیں ملنا۔ ان سے ملنے سے بھی روک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صرف ہمارے رشتہ داروں سے تم نے تعلق رکھنا ہے۔ اور اس حد تک بعض مرد بڑھ جاتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بیویوں کے قریبیوں اور ماں باپ سے صرف یہ نہیں کہ ملنا نہیں بلکہ ان کی ذلّت اور تحقیر کرنے لگ جاتے ہیں۔ عورتوں کو جذباتی تکلیفیں دیتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ عورت کے بھی جذبات ہیں۔ عورت کے سینے میں بھی دل ہے۔ ہمارے ملکوں میں جہاں ابھی تک جہالت ہے بلکہ وہاں سے آئے ہوئے ان ملکوں میں بھی رہنے والوں میں یہ جہالت ہے اور وہ یہاں آ کر بھی اس جہالت میں گرفتار ہیں اور عورت کے جذبات کی پرواہ نہیں کرتے۔

یہاں میں یہ بھی کہوں گا کہ ان ظلموں کے پیچھے بعض اوقات ساسوں کا بھی ہاتھ ہوتا ہے اور وہ اپنا وقت بھول جاتی ہیں۔ اگر ان کے خاوندوں نے ان سے برا سلوک کیا یا ان کے خاوندوں نے اپنی ماؤں کے کہنے پر ان سے برا سلوک کیا اور رشتہ داری کے تقاضے پورے کرنے کے بنیادی حقوق سے محروم کیا تو اس کا ردّعمل تو ان بوڑھیوں

میں یہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ اپنی بہوؤں سے نیک سلوک کرتیں لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جہالت الٹا ردّعمل دکھاتی ہے اور ساسیں بات بات پر غلط ردّعمل دکھا کر لڑائی شروع کر دیتی ہیں۔

یوکے(UK) جلسہ سالانہ پر جب میں نے والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کا حق ادا کرنے کے بارے میں بیان کیا تو جلسہ کے بعد ایک دوست جو امریکہ سے آئے ہوئے تھے مجھے ملے اور کہنے لگے کہ ساس بہوؤں کے بارے میں بھی انصاف کرنے کے متعلق آپ کو کچھ کہنا چاہئے تھا۔ اسلام تو ہر جگہ پر عدل کا تقاضا کرتا ہے، ہر ایک کو حق دلواتا ہے۔ گو لجنہ کی تقریر میں وہاں مَیں مختصراً ذکر کر چکا تھا لیکن لگتا ہے کہ خاص طور پر جو ہمارا مشرقی دماغ ہے اپنی روایات اور اپنی سوچ کو بعض معاملات میں مذہب کی تعلیم کے مطابق نہ چلانے میں بہت بڑھا ہوا ہے۔ مذہب پیچھے چلا جاتا ہے اور ان کی سوچیں غالب آ جاتی ہیں۔ پس اپنی سوچوں کو اسلامی تعلیم کے مطابق چلائیں۔ ایک دوسرے کا حق ادا کریں۔ خاوند بیوی کا اور ساس بہو کا اور اس طرح بہو خاوند اور ساس کا، ہر ایک اگر اپنے ذمہ حق ادا کر رہا ہو تو کبھی حقوق کی تلفی کا الزام اسلام کی تعلیم پر نہیں لگ سکتا۔

بیوی کے رشتہ داروں سے حسن سلوک اور ان کے جذبات کا خیال رکھنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ کیا تھا۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ آپ کی بیوی ام حبیبہ کی ران پر ان کے بھائی سر رکھ کے لیٹے ہوئے ہیں اور وہ ان کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام حبیبہ کیا آپ کو معاویہ بہت پیارا ہے؟ یہ ابوسفیان کی بیٹی تھیں۔ اور بھائی کا نام معاویہ تھا۔ کہ کیا آپ کو بہت پیارا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بھی یہ بہت پیارا ہے تمہاری وجہ سے۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد۔ تالیف الحافظ نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الھیثمی المصری۔ الجزء التّاسع صفحہ 441۔ الطبعة الاولی 2001ء مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت۔ لبنان)

پس یہ ہے جذبات کا خیال۔

اسی طرح اگر مرد جذبات کا خیال رکھنے والے ہوں تو عورتوں کو بھی غلط قسم کے مطالبات سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اگر مرد اپنی ذمہ داریوں کے فرق کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے والے ہوں تو حقوق کے غلط مطالبات بھی کبھی نہ ہوں۔ بعض عورتیں ہوتی ہیں جو زیادتی کرتی ہیں لیکن اگر حقوق ادا ہو رہے ہوں تو پھر میرا نہیں خیال کہ کوئی عورت زیادتی کرے۔

بعض دفعہ دنیا والے لوگ بھی مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ کس طرح معاشرے کو پُرامن بنانا چاہئے۔ تو میرا جواب اکثر ان کو یہی ہوتا ہے اور اکثر لوگ اس کو پسند بھی کرتے ہیں کہ امن قائم کرنے کے لئے ہر ایک اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس کو ادا کرنے کی کوشش کرے اور حقوق کا مطالبہ کرنے کی بجائے، یہ مطالبہ کرنے کی بجائے کہ مجھے حق دو، حقوق دینے کی طرف توجہ دے۔ دوسروں کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دے۔ جب ہر ایک حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دے رہا ہو گا تو کسی کا حق غصب ہی نہیں ہو گا اور یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ جب وہ حق غصب نہیں ہو رہا تو کوئی پاگل نہیں ہے کہ بلاوجہ مطالبات کرتا رہے۔

عورت یہ دیکھے کہ اس کے فرائض کیا ہیں اور انہیں اس نے کس طرح احسن رنگ میں ادا کرنا ہے۔ ساس بھی، بہو بھی، بیٹی بھی، ماں بھی۔ اور مرد دیکھے کہ اس کے فرائض کیا ہیں اور اس نے انہیں احسن رنگ میں کس طرح ادا کرنا ہے تو گھروں کے جھگڑے بھی ختم ہو جائیں۔ اور عورتیں جو یہ مطالبے کرتی ہیں کہ ہمیں حقوق دیئے جائیں وہ ختم ہو جائیں۔

اگر عورت یہ سمجھتی ہے کہ بچے کی تربیت اس کا اوّلین فرض ہے اور اسلام کی یہ تعلیم ہے اور اسلام یہ فرض عورت پر ڈالتا ہے کہ بچے کی تربیت تمہارا اوّلین فرض ہے تو وہ نوکریاں کرنے اور بلاوجہ باہر سہیلیوں کے ساتھ گھومنے اور مجلسوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے بچوں کی تربیت پر توجہ دے گی۔ وہ صرف اپنے بچے کی تربیت نہیں کر رہی ہو گی بلکہ قوم کے بچوں کی تربیت کر کے انہیں ملک و قوم کا فعال حصہ بنا رہی ہو گی۔ بچوں کی اچھی تربیت ہی جماعت کے لئے بھی اور ملک و قوم کے لئے بھی بہترین اور کارآمد وجود پیدا کر رہی ہو گی۔ حکومتیں بڑی سکیمیں بناتی ہیں کہ بچوں کو پالنے کے لئے انتظام کرے اور مائیں اپنی نوکریوں پر توجہ دیں۔ یہاں بھی شاید کوئی ایسی سکیم بن رہی ہے۔ یہ عورتوں کے حق قائم کئے جانے کے لئے کوشش ہے۔ لیکن ایک وقت میں ان کو احساس ہو گا کہ بچے کی اصل تربیت ماں کی گود ہی ہے۔ ماں کا پیار اور بچوں کی تربیت کا انداز دوسرا کوئی اپنا ہی نہیں سکتا اور اس انداز میں اور اس طریق سے کوئی دوسرا کر ہی نہیں سکتا۔ جائزہ لے کر دیکھ لیں کہ جو بچے سوشل سروس والوں کے ذریعہ سے پلتے ہیں ان میں سے بہت بڑی تعداد ہے جو بگڑ جاتی ہے۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ حکومت ایسی پالیسی بھی بنا رہی ہے کہ مائیں کام کریں اور باپوں کو حکومت کچھ الاؤنس دے جو بچوں کے ساتھ رہیں۔ اگر تو صرف کسی خاص فیلڈ میں کام کرنے والی اعلیٰ تعلیم یافتہ عورت کی ضرورت ہے تو اَور بات ہے۔ اگر اس کو عمومی اصول بنا دیا گیا تو بڑے خطرناک نتائج نکلیں گے۔ یہ ان کی خام خیالی ہے کہ ان کی بڑی کامیابی ہو جائے گی۔ ایک وقت آئے گا جب ان کو خیال ہو گا کہ یہ غلط پالیسی ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ عورت کی گود ہی بچے کی صحیح پرورش گاہ اور تربیت گاہ ہے اور یہی سچ ہے۔

یہاں میں ان عورتوں سے بھی کہوں گا جن کے بچے وقفِ نَو میں ہیں اور جو سمجھتی ہیں کہ ان کی تربیت کرنا اور ان کو مکمل طور پر سنبھالنا اب جماعت کی ذمہ داری ہے۔ جماعت کی تربیت کی ذمہ داری دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے رہنمائی کرنے کی حد تک تو ہے لیکن بچوں کی بچپن سے نیک ماحول میں اٹھان اور انہیں دینی تربیت دینا، انہیں دین کی اہمیت سمجھانا، انہیں جماعت کے لئے ایک مفید وجود بنانا یہ ماؤں کی ذمہ داری ہے اور باپوں کا بھی اس میں تعاون ضروری ہے کیونکہ مرد اس سے اپنے آپ کو بری الذمہ نہیں کر سکتے۔ یہاں دونوں کو اپنے فرائض ادا کرنے ہوں گے اور عورت کا یہ حق ہے کہ مرد اس معاملے میں اس سے مکمل تعاون کرے۔

حضرت مصلح موعود نے یہ بہت خوبصورت بات بیان فرمائی کہ بچوں کی صحت اور خوبصورتی کے لئے تم بڑی کوشش کرتی ہو، بڑی بے چین ہو جاتی ہو لیکن روح کی خوبصورتی کا جب سوال پیدا ہوتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں کرتی۔ اگر ایسا کریں گی تو بہت ظالم ہوں گی کہ روح کی خوبصورتی کا احساس نہ کیا جائے۔ اس کی طرف توجہ نہ دی جائے۔ دنیاداری کی طرف زیادہ توجہ رہے۔ پس احمدی مائیں جو یہ عہد دہراتی ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گی اس وقت تک اس عہد کو نبھانے والی نہیں ہو سکتیں جب تک اپنے بچوں کے دین کو سنوارنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ کوشش نہیں کرتیں اور اگر یہ کوشش نہیں کرتیں تو پھر اپنے عہد کو بھی پورا نہیں کر رہیں۔

لڑکیاں بھی یاد رکھیں کہ انہوں نے کل انشاء اللہ تعالیٰ مائیں بننا ہے تو دنیا دار مائیں بننے کے بجائے جو صرف اپنے دنیاوی حق کا مطالبہ کرتی ہیں وہ دیندار مائیں بننے کی کوشش کریں جو اپنے بچوں کا حق ادا کرنے والی ہوں۔ جن کے بچے ہمیشہ ان کے لئے دعائیں کرنے والے ہوں۔ جو بچے ایسے تربیت یافتہ ہوں گے وہ بھی اور ان کی نسلیں بھی پھر اس فرق کے ساتھ حق دینے اور حق قائم کرنے والے ہوں گے جو دنیا میں عورت اور مرد کے فرق کو سامنے رکھتے ہوئے حق قائم کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ وہ معاشرہ جنم لے گا جس میں حق ہمیشہ قائم رہیں گے۔ جو دنیا داروں کو یہ بتانے والا معاشرہ ہو گا کہ حقوق کی ادائیگی کی اگر رہنمائی لینی ہے تو ہم سے لو۔ پس اس کے لئے بہت کوشش اور بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ عورت اور مرد کی ذمہ داریوں کا جو فرق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہوا ہے اس کے ادراک کی ضرورت ہے۔ جس دن ہماری ہر عورت کو یہ ادراک حاصل ہو گیا اس دن ہماری نسلیں دنیا کی رہنما بن کر ابھرنا شروع ہو جائیں گی۔ اس دن ہر بچی کا حق محفوظ ہو جائے گا۔ اس دن ہر عورت کا حق محفوظ ہو جائے گا۔ ایسی تربیت سے نکلے ہوئے لڑکے وہ مرد بنیں گے جو عورت کے حقیقی مقام کو پہچاننے والے ہوں گے۔ جو عورت پر ظلم کرنے والے نہیں بلکہ ان کے حق دینے والے ہوں گے۔ وہ باپ پیدا ہوں گے جو بچوں کی صحیح پرورش میں ماؤں کا ہاتھ بٹانے والے ہوں گے۔

پس آج ہماری بچیاں دنیاداروں کے عورت کے حق دلوانے کی تنظیموں سے متاثر ہو کر صرف اپنے اس حق کا مطالبہ نہ کریں جو اپنی ذات تک اور دنیاداری تک محدود رہتا ہے اس سے آگے نہیں نکلتا۔ بلکہ اس حق کا نعرہ بلند کریں جو مردوں کے ذہنوں میں ان کی بچپن کی تربیت سے بلند ہوتا رہے۔ جو بچوں اور لڑکوں میں ان کی بچپن کی تربیت کے دوران سے بلند ہونا شروع ہو جائے کہ تم نے بیوی، بیٹی، ماں کے حق کو قائم کر کے انہیں معاشرے میں ایک اعلیٰ مقام دینا ہے۔ وہ مقام دینا ہے جو اسلام نے ان کو دیا ہے۔ جہاں جہاں ان کو برابری کے حق ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ حق دیئے ہوئے ہیں۔ اعمال کی جزا اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو برابر دی ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کے لئے برابر کے مواقع ہیں اور بہت ساری ضروریات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حق برابر کے دیئے ہوئے ہیں۔ وہ سب حق قائم کرنے ہیں۔ لیکن جہاں بچوں کی تربیت کا معاملہ ہے، اولاد کی تربیت کا معاملہ ہے، اگلی نسلوں کو سنبھالنے کا معاملہ ہے، اگلی نسلوں میں حقوق قائم کرنے کی جو حقیقی روح ہے وہ پیدا کرنے کا معاملہ ہے وہاں عورت کی ذمہ داری لگا دی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا کر لیں۔ (دعا)

....

مخزنِ تصاویر

جماعت احمدیہ عالمگیر کی تصاویر پر مشتمل آفیشل لائبریری 'مخزنِ تصاویر' کے نام سے موسوم ہے اور یہ لائبریری مرکز کے زیر انتظام ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے 2006ء میں اس لائبریری کا نئے سرے سے اجرا ہوا اور تب سے یہ لندن میں قائم ہے۔

مخزن تصاویر کے قیام کا بنیادی مقصد جماعتی تصاویر کو اکٹھا کر کے ان کی جانچ پڑتال کرنا اور ان کو باترتیب محفوظ کرنا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک مستقل پراجیکٹ جاری ہے جس میں مختلف کیٹیگریز (categories) کے تحت تصاویر کو اکٹھا کر کے محفوظ کیا جا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، خلفائے کرام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تصاویر کے علاوہ تاریخی اعتبار سے دیگر اہم شخصیات اور اہم تاریخی مواقع پر لی گئی تصاویر بھی اس لائبریری میں شامل ہیں۔ چنانچہ اس ذریعہ سے جماعت احمدیہ عالمگیر کی 'تصویری تاریخ' محفوظ کی جا رہی ہے۔

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 07/فروری 2016ء کو مخزنِ تصاویر ویب سائٹ کا افتتاح فرمایا۔ اس ویب سائٹ کے ذریعہ لوگ جماعت احمدیہ مسلمہ کی بیشمار اہم پرانی تاریخی تصاویر اور نئی تصاویر دیکھ سکتے ہیں اور بعض تصاویر آن لائن آرڈر کے ذریعہ خرید بھی سکتے ہیں۔ تصاویر کے ساتھ درج کی گئی معلومات 6 مختلف زبانوں میں پڑھی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح کسی بھی جماعتی شعبہ، ادارے، تنظیم وغیرہ کو اگر اپنے لٹریچرز، سوونیئرز، کیلنڈرز وغیرہ میں تصاویر شامل کرنی ہوں تو ان کو اسی ویب سائٹ کے ذریعہ آرڈر کر سکتے ہیں۔

اگر آپ کے پاس جماعت احمدیہ کی تاریخ سے متعلق کسی قسم کی تاریخی تصاویر موجود ہیں تو آپ سے درخواست ہے کہ تصاویر سے متعلق ضروری معلومات و کوائف لکھ کر درج ذیل پتہ پر بھجوا دیں۔ ان معلومات میں یہ باتیں ضرور شامل کریں: بھیجنے والے کا نام، تاریخ اور مقام جب تصویر لی گئی وغیرہ۔ آپ کی بھیجی گئی تصاویر ریکارڈ میں محفوظ کرنے کے بعد آپ کو باحفاظت واپس کر دی جائیں گی۔

Makhzan-e-Tasaweer
Tahir House
22 Deer Park Road, London, SW19 3TL
e-mail: info@makhzan.org
website: www.makhzan.org

نیا سال مبارک ہو

ادارہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی طرف سے تمام احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو نیا سال (2017ء) مبارک ہو۔ اللہ کرے کہ یہ سال بھی ہمیشہ کی طرح جماعت احمدیہ کی بے شمار ترقیات کا باعث ہو۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہر جگہ ہر احمدی کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھتے ہوئے انفرادی و اجتماعی کامیابیوں سے نوازتا رہے۔ اور ہر احمدی خلافت احمدیہ کے بابرکت سائے کے نیچے، تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے، نیکیوں کو اختیار کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی بے انتہا رحمتوں اور فضلوں کا وارث بنتا رہے۔ اللہ تعالیٰ فتنہ پرور شریر دشمنان اسلام و احمدیت کو اپنی گرفت میں لے کر جلد عبرت کا نشان بنائے اور احمدیت کے حق میں ایسے روشن نشانات ظاہر فرمائے جو سعید فطرت لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہوں۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

2016ء میں الفضل ڈائجسٹ کی زینت بننے والے مضامین کا مکمل انڈیکس

یکم جنوری 2016ء-جلد 23 شمارہ 1

☆ مکرمہ امۃ الباسط ایاز صاحبہ کی کتاب ''نشیمن'' کا تعارف
از مکرم فرخ سلطان محمود صاحب

☆ مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب:
''گرچہ ہے گناہوں میں گرفتار، چلا آ''

8/جنوری 2016ء-جلد 23 شمارہ 2

☆ حضرت ماسٹر سردار عبدالرحمٰن صاحبؓ (سابق مہر سنگھ) اور اُن کے بیٹے حضرت ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحبؓ
از مکرم محمود مجیب اصغر صاحب

☆ محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ از مکرمہ ت۔ فاتح صاحبہ

15/جنوری 2016ء-جلد 23 شمارہ 3

☆ وقف جدید۔ لازوال تحریک از مکرم واحداللہ جاوید صاحب

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب از مکرمہ تزئین احمد صاحبہ (ترجمہ مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب)

22/جنوری 2016ء-جلد 23 شمارہ 4

☆ جماعت احمدیہ کینیا کے بعض احباب کا مالی قربانی کا جذبہ
از مکرم مظفر احمد درّانی صاحب

☆ مکرم مولانا مبارک احمد محمود صاحب از مکرم عمر علی طاہر صاحب

☆ محترم عبدالمنان قریشی صاحب از مکرم وسیم احمد چیمہ صاحب

29/جنوری 2016ء-جلد 23 شمارہ 5

☆ حضرت مولوی رحیم اللہ صاحبؓ (یکے از 313 صحابہؓ)

☆ محترم منصور احمد ظفر صاحب از مکرم طارق بلوچ صاحب

☆ اردن میں احمدیہ مسلم مشن کی بنیاد

☆ محترم چوہدری محمد سلیم صاحب از مکرم چوہدری ھبۃ الحیّٔ صاحب

☆ جناب محمد شریف خالد صاحب آف جرمنی کے مجموعۂ کلام ''اس ڈھب سے'' پر تبصرہ از مکرم فرخ سلطان محمود صاحب

5/فروری 2016ء-جلد 23 شمارہ 6

☆ حضرت مولوی صفدر حسین صاحبؓ (یکے از صحابہ 313)

☆ محترم ماسٹر ضیاء الدین ارشد صاحب از مکرمہ و۔ن صاحبہ

☆ انجینئر شاہین سیف اللہ صاحب از مکرم شوکت علی صاحب

☆ مکرم ملک محمد الدین صاحب اور مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ
از مکرمہ م۔ فیروز صاحبہ

☆ محترمہ منصورہ بیگم صاحبہ از مکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب

☆ محترم مولانا محمد اشرف اسحٰق صاحب کی وفات

☆ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ از مکرم عبدالعزیز خان صاحب

☆ مکرم نسیم احمد بٹ صاحب کی شہادت

☆ محترم چودھری محمد عبدالوہاب صاحب (برادرِ اصغر محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب) از مکرم محمد یوسف بقاپوری صاحب

☆ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کی وفات کے حوالہ سے

= مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی نظم سے انتخاب:
''جب خبر رحلت کی آئی تو سبھی کو یوں لگا''

= مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کا منظوم کلام:
''تھک کے آخرکار جب اُس ماں نے آنکھیں موند لیں''

= مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کے کلام سے انتخاب:
''اتنے ضبط سے ذکرِ جدائی کون کرے گا''

12/فروری 2016ء-جلد 23 شمارہ 7

☆ حضرت چودھری سردار خان صاحبؓ آف چک چھور شیخوپورہ
ازازمکرم منصور احمد صاحب

☆ محترمہ حاکم بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم سردار مصباح الدین صاحب
از مکرمہ صفیہ بشیر الدین سامی صاحبہ

☆ مکرم محمد آصف کھوکھر صاحب از مکرم محمد انیس صاحب دیالگڑھی

☆ مکرم حمید المحامد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''میاں شور و شر موجود ہوں مَیں''

19/فروری 2016ء-جلد 23 شمارہ 8

☆ حضرت مصلح موعودؓ کی چند دلنشیں یادیں
از مکرم چودھری شبیر احمد صاحب

26/فروری 2016ء-جلد 23 شمارہ 9

☆ حضرت مرزا غلام رسول صاحبؓ ریڈر جوڈیشل کمشنر پشاور

☆ مکرم راجہ علی محمد صاحب از مکرم سیف اللہ وڑائچ صاحب

☆ مکرم عبدالقدیر فیاض صاحب مربی سلسلہ
از مکرم مسعود احمد صاحب چانڈیو مربی سلسلہ

☆ محترمہ امۃ الرشید چودھری صاحبہ از مکرمہ ذکیہ بیگم صاحبہ

☆ مکرم ماسٹر رانا دلاور حسین صاحب آف ڈیرہ گولیانوالہ

☆ مکرم انور ندیم علوی صاحب کی نظم سے انتخاب:
''جب تک سانسوں میں ہے دَم''

4/مارچ 2016ء-جلد 23 شمارہ 10

☆ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عشق قرآن
از مکرم عبدالسمیع خان صاحب

☆ مکرم عبدالجبار صاحب (فضل عمر ہسپتال) کی وفات

☆ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہؒ کی رحلت کے حوالہ سے

= مکرم فاروق محمود صاحب کی نظم سے انتخاب:
''وہ بندی تری بس رضا چاہتی تھی''

= مکرم مرزا خلیل احمد یعقوب کی نظم سے انتخاب:
''گو کہ گل موجود ہیں خوشبو کی ارزانی نہیں''

= مکرم ناصر احمد سید صاحب کی نظم سے انتخاب:
''دھرتی پہ اس کا لاڈلا ماہِ کمال ہوگیا''

11/مارچ 2016ء-جلد 23 شمارہ 11

☆ حضرت حافظ محمد قاری صاحبؓ (یکے از 313)

☆ محترم مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب انجینئر
از مکرم پروفیسر مرزا مبشر احمد صاحب

☆ مکرم فتح محمد صاحب بھٹی کارکن دفتر جلسہ سالانہ ربوہ
از مکرم سراج الحق قریشی صاحب

☆ مکرم قریشی داؤد احمد ساجد صاحب کے کلام سے انتخاب:
''ہیولہ نُور کا مٹی کے گھر میں رہتا ہے''

18/مارچ 2016ء-جلد 23 شمارہ 12

☆ حضرت مسیح موعودؑ کی دو کتب 'نسیم دعوت' اور 'سناتن دھرم' کا ایمان افروز پس منظر از مکرم عبدالسمیع خان صاحب

☆ حضرت حافظ احمد الدین صاحبؓ

☆ مکرم رشید قیصرانی صاحب کی نظم ''وصل حبیبؐ'' سے انتخاب:
''تپتے ہوئے صحرا میں کبھی صحن چمن میں''

25/مارچ 2016ء-جلد 23 شمارہ 13

☆ محترم چوہدری عبدالقدیر چٹھہ صاحب درویش قادیان
از مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ

☆ محترم میر عبدالرشید تبسم صاحب از مکرمہ محمودہ بشریٰ صاحبہ

☆ محترم چودھری محمد عبداللہ صاحب درویش قادیان
از مکرم چوہدری نور احمد ناصر صاحب

☆ مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کا ایک قطعہ:
''دُھوپ کتنی ہو خلافت کی رِدا''

یکم اپریل 2016ء-جلد 23 شمارہ 14

☆ حضرت میاں نور محمد صاحب کھوکھرؓ

☆ 'وقت کم ہے بہت ہیں کام چلو'
از مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب

☆ لائبیریا میں اشاعت اسلام کے دوران تائیدالٰہی کے نظارے
از مکرم محمد اکرم باجوہ صاحب سابق امیر لائبیریا

☆ مکرم فرید احمد نوید صاحب کی نظم سے انتخاب:
''یہ مسافرانِ رہِ وفا، بڑے عزم سے بڑی شان سے''

☆ مکرم لطف الرحمٰن شاکر صاحب کی وفات پر کہی جانے والی مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی نظم سے انتخاب:
''ایک چاکر درِ خلافت کا''

☆ مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کی ایک نعت سے انتخاب
''قدم بڑھاتا ہے وہ مہرباں خدا کی طرف''

8/اپریل 2016ء-جلد 23 شمارہ 15

☆ حضرت میاں محمد دین صاحب پٹواریؓ (بلانی کھاریاں)

☆ پردہ۔ عورت کا حفاظتی حصار از مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ

☆ محترم مولانا عبدالوہاب احمد شاہد صاحب
از مکرم طارق فواد صاحب

☆ مکرم مبارک احمد عابد صاحب کے کلام سے انتخاب:
''چاند اک دن ملتفت ہوگا میرے سنسار پر''

15/اپریل 2016ء-جلد 23 شمارہ 16

☆ فجی میں جماعت احمدیہ کے قیام کی گولڈن جوبلی
از مکرم فضل اللہ طارق صاحب (امیر جماعت فجی)

☆ محترم میاں عبدالمجید صاحب بزاز از مکرم آصف مجید صاحب

☆ محترم خلیل احمد سولنگی صاحب شہید از مکرم محمود احمد ملک صاحب

☆ محترم مولوی محمد اسماعیل اسلم صاحب واقف زندگی
از مکرم طاہر احمد مبشر صاحب مربی سلسلہ

☆ جناب محمد ابراہیم ذوقؔ کی ایک پُرنصیحت غزل:
''کسی بے کس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا''

22/اپریل 2016ء-جلد 23 شمارہ 17

☆ محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب کا علم کلام
از مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

☆ غارحرا کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون

☆ محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی کی وفات

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نعتیہ عربی شعر کا منظوم اردو ترجمہ از مکرم عطاء المجیب راشد صاحب
''مجھے اس زمیں سے محبت بہت ہے''

29/اپریل 2016ء-جلد 23 شمارہ 18

☆ محترم چودھری محمد خان صاحبؓ از مکرم نصیر احمد وڑائچ صاحب

☆ محترم سیّد رفیق احمد صاحب از مکرم سیّد حنیف احمد صاحب

☆ مکرم مبارک طاہر صاحب کی نظم سے انتخاب:
''ہم بھی دلبر کی پیاری صحبت میں''

☆ مکرم انصر رضا صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''نمازِ جمعہ کو پچھلے جمعے جہاں گئے تھے تمہارے بابا''

6/مئی 2016ء-جلد 23 شمارہ 19

☆ حضرت مولوی عبدالسلام صاحبؓ
از مکرم عبدالسمیع خاں صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر

☆ ایکواڈور جنوبی امریکہ کی پہلی احمدی خاتون محترمہ Silvia Soledad Gaete صاحبہ از مکرم محبوب الرحمٰن شفیق صاحب

☆ محترم خواجہ غلام نبی صاحب بلانوی سابق مدیر الفضل

☆ محترم پیر افتخار احمد تاج صاحب از مکرم ماسٹر احمد علی صاحب

☆ اردو زبان کی پہلی مطبوعہ کتاب کے مصنف جان جوشو کیٹلر

☆ محترم حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہانپوری کی نظم سے انتخاب:
''کیوں ہمیں 'الفضل' سے اتنی محبت ہوگئی''

☆ مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کی مختصر نظم:
''ہم شاخیں درختِ وجود کی ہیں سر پر ہے خلافت کا سایہ''

☆ مکرم طاہر محمود احمد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''حروفِ جانفزا 'الفضل' کے نظروں سے ٹکرائیں''

13/مئی 2016ء-جلد 23 شمارہ 20

☆ حضرت منشی قمرالدین صاحبؓ آف لودھیانہ

☆ محترم چودھری محمد سلیم صاحب از مکرمہ الف۔ منور صاحبہ

☆ محترم قاضی عبدالسمیع طارق صاحب
از مکرمہ ع۔س۔ طارق صاحبہ

☆ محترمہ صاحبزادی امۃ النصیر بیگم صاحبہ کی وفات

☆ مکرم الطاف حسین صاحب کے کلام سے انتخاب:
''چشم ویران کو دیدہ ورل گیا......''

20/مئی 2016ء-جلد 23 شمارہ 21

☆ محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب از مکرم حافظ مظفر احمد صاحب

☆ مکرمہ رضیہ بیگم نثار صاحبہ از مکرمہ سلیمہ خاتون صاحبہ

☆ مکرم انور ندیم علوی صاحب کی ایک غزل سے انتخاب:
''اک نیا فرمان جاری ہوگیا سلطان کا''

27/مئی 2016ء-جلد 23 شمارہ 22

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی اتباع سنت نبویؐ
از مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب

☆ مکرم ثاقب زیروی صاحب کا منظوم کلام:
''قابل صد ناز ہے ثاقبؔ یہ بھیرے کی زمیں''

3/جون 2016ء-جلد 23 شمارہ 23

❁ ہفت روزہ ''بدر'' قادیان (درویش نمبر 2011ء) کے حوالہ سے اُن 26 صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر خیر جو درویشان قادیان میں شامل ہوئے از مکرم تنویر احمد ناصر صاحب

☆ حضرت الحاج مولوی عبدالرحمٰن فاضل المعروف بہ جٹ

☆ حضرت بابا محمد احمد خان صاحبؓ عرف بھمبو خاں صاحب

☆ حضرت شیخ میاں مولیٰ بخش صاحب باورچی

☆ حضرت خواجہ محمد اسماعیل صاحبؓ

☆ حضرت حافظ عبدالرحمٰن صاحبؓ

☆ حضرت بابا اللہ بخش صاحبؓ

☆ حضرت بھائی شیر محمد صاحبؓ دکاندار

☆ حضرت میاں صدرالدین صاحبؓ

☆ حضرت میر عبدالسبحان صاحبؓ

☆ حضرت میاں محمد عبداللہ صاحب افغانؓ

☆ حضرت میاں محمد الدین صاحبؓ

☆ مکرم مشہود احمد ناصر نودی صاحب کی نظم سے انتخاب:
''مبارک صد مبارک ہو کہ پھر ماہِ صیام آیا''

10/جون 2016ء-جلد 23 شمارہ 24

❁ درویشان قادیان میں شامل صحابہ (دوسرا حصہ)

☆ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ درویش (سابق جگت سنگھ)

☆ حضرت بابا سلطان احمد صاحبؓ درویش

☆ حضرت بابا شیر محمد صاحبؓ درویش

☆ حضرت بابا بھاگ صاحبؓ درویش

☆ حضرت بابا شیخ احمد صاحبؓ درویش

☆ حضرت حافظ صدرالدین صاحبؓ درویش

☆ حضرت میاں اللہ دتہ صاحبؓ درویش

☆ نظامِ خلافت پر مکرم چودھری شبیر احمد صاحب کی نظم سے انتخاب:
''کتنے خوش بخت ہیں ہم، کیسا حسیں ہے یہ نظام''

17/جون 2016ء-جلد 23 شمارہ 25

❁ درویشان قادیان میں شامل صحابہ (تیسرا حصہ)

☆ حضرت بابا غلام محمد صاحبؓ

☆ حضرت چودھری حسن دین صاحبؓ

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' اگست و ستمبر 2011ء میں جلسہ سالانہ کے حوالہ سے مکرم محمد ہادی مونس صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

جلسہ سالانہ ہوا ہے رُونما
پھر وہی انوار کا دریا بہا
پھر خلیفۃ المسیح کے فیض سے
ہو گیا بیدار ہر سویا ہؤا
طائرانِ خوش نوا کی گونج سے
ہے سماں ایسا کہ جو پہلے نہ تھا
پھر وہی خوشبوئے گلہائے چمن
پھر وہی بادِ بہارِ جانفزا
آج تن آور ہے اے پیارے مسیح
پودا تیرے ہاتھ کا بویا ہوا
جلوہ اندھوں کو بھی آتا ہے نظر
آنکھ والے آنکھ سے پردہ ہٹا

☆ حضرت بابا کرم الٰہی صاحبؓ
☆ حضرت احمد دین صاحبؓ
☆ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ

24/جون 2016ء-جلد 23 شمارہ 26

☆ ہفت روزہ ''بدر'' (درویش نمبر 2011ء) میں شامل وفات یافتہ درویشان کا تذکرہ (یہ سلسلہ آئندہ کئی اشاعتوں میں جاری رہا)
☆ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

یکم جولائی 2016ء-جلد 23 شمارہ 27

☆ محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب درویشِ قادیان
☆ محترم ملک صلاح الدین صاحب ازمکرمہ طیبہ صدیقہ صاحبہ
☆ محترم مولانا ابوالوفاء صاحب درویش
☆ محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی درویش
☆ محترم شیخ عبدالحمید عاجز صاحب فاضل قادیانی درویش
☆ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کی طویل نظم سے انتخاب:
''بھریں گے دردوہ آہ وفغاں میں''
☆ محترم چودھری محمد علی مضطر صاحب کی غزل سے انتخاب:
''گھرا ہوا تھا مَیں جس روز نکتہ چینوں میں''

8/جولائی 2016ء-جلد 23 شمارہ 28

☆ محترم چودھری ظہور احمد صاحب گجراتی درویش
☆ محترم مولوی عمر علی صاحب درویش
☆ محترم محمد الدین صاحب ازمکرم وحید الدین شمس صاحب
☆ محترم قاضی عبدالحمید صاحب درویش ازمکرم قاضی شاہد احمد
☆ محترم بشیر احمد صاحب حافظ آبادی درویش
ازمکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی
☆ مکرم مجید قریشی صاحب کی نظم 'اسیران' سے انتخاب:
''سلاسل کی کٹھن گھڑیاں گزاریں کس ادا کے ساتھ''

15/جولائی 2016ء-جلد 23 شمارہ 29

☆ محترم بہادر خان صاحب درویش ازمکرم دلاور خان صاحب
☆ مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب درویش
☆ محترم مولانا عبدالرحیم اوگامی صاحب
ازمکرم سید ناصر احمد ندیم صاحب
☆ محترم مولوی فیض احمد صاحب درویش
ازمکرم شمس الدین مبارک صاحب
☆ محترم ولی محمد صاحب گجراتی درویش
☆ مکرم مبارک احمد عابد صاحب کی طویل نظم سے انتخاب:
''اے میرے شہیدو تمہیں یہ شان مبارک''

22/جولائی 2016ء-جلد 23 شمارہ 30

☆ محترم چودھری عبدالقدیر چٹھہ صاحب درویش
ازمکرمہ امۃ الرشید صاحبہ
☆ محترم عطاء اللہ خان صاحب
☆ محترم چودھری محمد احمد خان صاحب
ازمکرم مجید احمد پرویز صاحب
☆ مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک مختصر نظم سے انتخاب:
''روز آتے رہیں یونہی سکرین پر روز یونہی مجھے آپ ملتے رہیں''

29/جولائی 2016ء-جلد 23 شمارہ 31

☆ محترم گیانی عبداللطیف صاحب درویش
ازمکرم طاہر احمد حفیظ صاحب مبلغ سلسلہ
☆ محترم نواب خان صاحب درویش
☆ محترم خواجہ عبدالستار صاحب درویش
☆ محترم چودھری عبدالحق صاحب درویش
☆ مکرم مبارک صدیقی صاحب کی طویل نظم سے انتخاب:
''وقت پہلے بھی ہم پہ کڑے آئے تھے''

5/اگست 2016ء-جلد 23 شمارہ 32

☆ محترم مولوی برکت علی انعام صاحب درویش
☆ محترم مولوی سراج الحق صاحب ازمکرم قمر الحق صاحب
☆ محترم شیر احمد خان صاحب درویش
☆ محترم غلام حسین صاحب درویش ازمکرم فیاض احمد صاحب
☆ محترم مستری ہدایت اللہ صاحب درویش
☆ محترم شیخ غلام جیلانی صاحب درویش
☆ محترم مولانا شریف احمد امینی صاحب درویش
☆ محترم بشیر احمد صاحب مہار ازمکرم رفیع احمد گجراتی صاحب
☆ محترم عبدالحق فضل صاحب ازمکرم فاروق احمد فضل صاحب
☆ محترم حاجی منظور احمد صاحب درویش
☆ محترم الحاج عبدالقادر دہلوی صاحب درویش
☆ مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب:
''گلا ہے نہ شکایاتِ ستم، ہم صبر کرتے ہیں''

12و19/اگست 2016ء-جلد 23 شمارہ 33-34

☆ حضرت حافظ احمد دین صاحبؓ ڈنگوی ولد حکیم پیر بخش صاحب
☆ محترم میاں عبدالعظیم صاحب درویشِ قادیان
ازمکرم مامون الرشید تبریز صاحب (مربی سلسلہ)
☆ محترم مولانا بشیر احمد خادم صاحب درویشِ قادیان
ازمکرم منیر احمد خادم صاحب
☆ دو منتخب حکایات (نزولِ ملائک + خدا کی تابعداری)
☆ مکرم قاضی شریف الدین صاحب ازمکرم ملک طاہر احمد صاحب
☆ قطب جنوبی کو دریافت کرنے والے مہم جُو ''رولڈ ایمنڈسن''
☆ محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی ایک غزل سے انتخاب:
''کچھ رہے باقی نہ کچھ اس کے سوا باقی رہے''
☆ مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی ایک غزل سے انتخاب:
''ہاتھ اٹھاؤ نہ ناتوانوں پر''
☆ مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''زمینِ عشق پہ جب پیار کی نمو پھیلی''

26/اگست 2016ء-جلد 23 شمارہ 35

☆ محترم شیخ عبدالقدیر صاحب درویش
☆ محترم طیب علی صاحب درویش ازمکرم شیخ مجاہد احمد شاستری
☆ محترم خواجہ احمد حسین صاحب درویش
☆ مکرم ڈاکٹر حنیف احمد قمر صاحب کا دعائیہ قطعہ:
''مجھ کو تُو صاحبِ ایمان بنادے یاربّ!''

2/ستمبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 36

☆ محترم خورشید احمد پربھاکر صاحب درویش
☆ محترم چودھری محمود احمد مبشر صاحب درویش
☆ محترم چودھری مبارک علی صاحب درویش
☆ محترم مولوی عبدالحمید مومن صاحب درویش
ازمکرم عبدالروف نیرّ صاحب (مولوی فاضل)
☆ محترم مرزا محمد اقبال صاحب درویش
☆ محترم چودھری منظور احمد چیمہ صاحب درویش
ازمکرم منصور احمد چیمہ صاحب
☆ محترم مولانا محمد یوسف صاحب درویش
ازمکرم بدرالدین مہتاب صاحب
☆ مکرم خالد ہدایت بھٹی صاحب کی ایک غزل سے انتخاب:
''دل کش بہت ہے گرچہ ہر کاغذی گلاب''
☆ مکرم ناصر احمد سید صاحب کی ایک غزل سے انتخاب:
''نہ کوئی موج ہے نہ میلہ ہے''

9/ستمبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 37

☆ محترم مولوی بشیر احمد صاحب درویش آف کالا افغاناں
☆ محترم ملک بشیر احمد ناصر صاحب درویش
☆ محترم مولوی ایوب بٹ صاحب درویش
☆ مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''عبادت کا مرکز خدا کا نشاں ہے''

16/ستمبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 38

☆ محترم غلام قادر صاحب درویش
☆ 2015ء میں وفات پانے والے درویشانِ قادیان (محترم چودھری فضل احمد صاحب + مکرم عطاء اللہ صاحب + محترم محمد موسیٰ صاحب) ازمکرم دانیال احمد طاہر صاحب
☆ پیشگوئیوں کا ایک عجیب دستور (مخفی اشارات)
ازمکرم مبارک احمد شاہ صاحب
☆ مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی نظم ''ظلم'' سے انتخاب:
''ہدف گولیوں کے نہتّے نمازی''

23/ستمبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 39

☆ حضرت چودھری محمد خان صاحبؓ وڑائچ (آف شیخ پور وڑائچاں) ازمکرم نصیر احمد وڑائچ صاحب
☆ محترم سیّد رفیق احمد صاحب ازمکرم سیّد حنیف احمد صاحب
☆ محترم رانا ظفر اللہ خاں صاحب شہید
ازمکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب
☆ مکرم اطہر حفیظ فراز صاحب کی نظم سے انتخاب:
''جس گھڑی معبدوں کو سجا کے چلے''

30/ستمبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 40

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خداداد فراست وبصیرت
ازمکرم حافظ مظفر احمد صاحب

7/اکتوبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 41

☆ حضرت مولوی جمال الدین صاحبؓ (یکے از 313/اصحاب)
☆ حضرت سید محمد حسین صاحبؓ ازمکرم رانا عبدالرزاق خانصاحب
☆ تبلیغ کی راہ میں پیش آمدہ مشکلات کا حل
ازمکرم مبارک احمد شاہ صاحب
☆ ''کام جو کرتے ہیں تیری راہ میں پاتے ہیں جزا''
ازمکرم ابن کریم صاحب
☆ محترم چودھری محمد الدین صاحب آف بھڈال
ازمکرمہ ت۔کوثر صاحبہ
☆ مکرم ملک مبرور احمد صاحب شہید نوابشاہ
☆ مکرم منور احمد قیصر شہید لاہور ازمکرم منصور احمد صاحب
☆ محترم حکیم محمد افضل فاروق صاحب آف اوچ شریف
ازمکرم محمد ایوب صابر صاحب
☆ محترم مولوی عبدالغفور صاحب ازمکرمہ امۃ الباسط صاحبہ
☆ مکرم ناصر احمد ظفر بلوچ صاحب ازمکرم فرحان احمد رضا صاحب
☆ مکرم احمد اقبال صاحب ازمکرم عبدالحق مبشر صاحب
☆ مکرم چودھری شبیر احمد صاحب کی نظم سے انتخاب:
''کون سا فیض ہے جاری جو سدا رہتا ہے''
☆ مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''خوں میں نہلائے رہے سو سال میں''

14/اکتوبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 42

☆ حضرت امام حسینؓ کی دردناک شہادت
ازمکرم محمد اعظم اکسیر صاحب

21/اکتوبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 43

☆ حضرت قاضی عبدالرحیم بھٹی صاحبؓ
☆ محترم چودھری عبداللطیف خان صاحب کاٹھگڑھی
ازمکرم رانا عبدالرزاق خاں صاحب
☆ محترمہ نجم النساء صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالرشید قریشی صاحب سابق وکیل المال اوّل) ازمکرمہ الف۔ق صاحبہ
☆ مکرم اعجاز الحق صاحب شہید لاہور ازمکرمہ م۔غفار صاحبہ
☆ مکرمہ شگفتہ عزیز شاہ صاحبہ کے حمدیہ کلام سے انتخاب:
''یہ گھنی رات میں پُرنور ستاروں کی چمک''

28/اکتوبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 44

☆ حضرت سیٹھ اسماعیل آدم صاحبؓ آف بمبئی
☆ حضرت منشی مولا بخش صاحبؓ ازمکرم نصر اللہ خاں ناصر صاحب
☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی جانوروں سے شفقت
ازمکرم محمد افضل متین صاحب
☆ مکرم چودھری شبیر احمد صاحب کی نظم سے انتخاب:
''کون سا فیض ہے جاری جو سدا رہتا ہے''

4/نومبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 45

☆ محترمہ صاحبزادی امۃ الباسط بیگم صاحبہ
ازمکرمہ امۃ الواسع ندرت صاحبہ
☆ سعداللہ پور (سابق ضلع گجرات) میں احمدیت کا قیام
ازمکرم سیف اللہ وڑائچ صاحب
☆ محترم چودھری محمد خان چٹھہ صاحب
ازمکرم سیف اللہ وڑائچ صاحب
☆ محترم چودھری خورشید احمد صاحب ازمکرمہ ع۔ب صاحبہ
☆ محترمہ مریم خاتون صاحبہ اہلیہ مکرم محمد ذکری صاحب آف چوبارہ (ضلع لیہ) کی شہادت
☆ مکرم عبدالکریم قدسی صاحب کی ایک غزل سے انتخاب:
''ہم عبث گھومے پھرے شہرِ یقیں سے پہلے''
☆ مکرم ناصر احمد سید صاحب کے دعائیہ کلام سے انتخاب:
''اے مِرے پیارے، مِرے پیارے خدا''

11/نومبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 46

☆ محترم صوبیدار راجہ محمد مرزا خان صاحب
ازمکرم راجہ منیر احمد خان صاحب
☆ مکرم سید طاہر احمد زاہد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''مبارک مبارک خلافت مبارک''

18/نومبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 47

☆ حضرت مسیح موعودؑ کی سیرۃ از حضرت مصلح موعودؓ
(مرتّبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب)
☆ مکرم مرزا محمد افضل صاحب کی غزل سے انتخاب:
''وہ ایک شخص جو تازہ ہواؤں جیسا تھا''
☆ مکرم مرزا محمد افضل صاحب کی غزل سے انتخاب:
''اُٹھی تھی اک صدا جو کبھی قادیان سے''

25/نومبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 48

☆ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کا ایمان افروز واقعہ
ازمکرم محمد اجمل شاہد نعیم صاحب
☆ حضرت ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کڑکؓ
ازمکرم غلام مصباح بلوچ صاحب
☆ مکرم محمود انور صاحب کے کلام سے انتخاب:
''میرا دین وایماں خلافت میں پنہاں''

2/دسمبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 49

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ سے متعلق یادداشتیں
ازمکرم چوہدری رشید الدین صاحب
☆ مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب:
''ضبط پر اب نہیں تیّار، مجھے رونا ہے''
☆ مکرم طاہر محمود احمد صاحب کے نعتیہ کلام سے انتخاب:
''شہِ دوجہاں ہیں وہ نورِ خدا ہیں، ......''

9/دسمبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 50

☆ محترم عزیز اللہ معین الدین صاحب
ازمکرمہ عائشہ معین الدین صاحبہ
☆ محترم سیّد مقبول شاہ خلیل صاحب ازمکرم صابر احمد خلیل صاحب اور مکرم محمد اقبال ولی اللہ صاحب
☆ صغیرہ گناہ کے کبیرہ میں بدل جانے کے اسباب
ازمکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ
☆ مکرم مرزا محمد افضل صاحب کے نعتیہ کلام سے انتخاب:
''ہم نے ہر گُل کا بانکپن دیکھا''
☆ مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب:
''میرے محبوب سے آتی ہے خدا کی خوشبو''

16/دسمبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 51

☆ لجنہ اماء اللہ جرمنی کا جریدہ 'خدیجہ' (سیرت صحابیات نمبر)
☆ محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کا ذکرِ خیر
ازمکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب + مکرمہ صادقہ ہیوبش صاحبہ اور مکرمہ خولہ مریم ہیوبش صاحبہ

23/دسمبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 52

☆ محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب ازمکرمہ امۃ الشافی خان صاحبہ + مکرمہ عالیہ ہیوبش صاحبہ + مکرمہ صادقہ ریکس صاحبہ
☆ محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کے بارہ میں جرمن میڈیا میں ذکر ازمکرمہ ماہم منیر رامہ صاحبہ
☆ کرسمس کے چند حقائق کا بیان ازمکرم ظافر احمد صاحب
☆ مکرمہ رشیدہ بشیر صاحبہ ازمکرمہ عابدہ بشریٰ خالد صاحبہ
☆ مکرم شریف احمد صدیقی صاحب کے حمدیہ کلام سے انتخاب:
''قادرِ مُطلق خدا کی ذات پر ایمان ہے''

30/دسمبر 2016ء-جلد 23 شمارہ 53

☆ 2016ء کے دوران ''الفضل ڈائجسٹ'' کی زینت بننے والے مضامین کا مکمل انڈیکس۔
☆ مکرم محمد ہادی مونس صاحب کی ایک نظم سے انتخاب:
''جلسہ سالانہ ہوا ہے رُونما''
☆ مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کا ایک قطعہ:
''آسمانِ عشق کے روشن ستاروں کو سلام''

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10 دسمبر 2011ء میں لاہور میں ہونے والی دہشتگردی کے حوالہ سے مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کا درج ذیل قطعہ شامل اشاعت ہے:

آسمانِ عشق کے روشن ستاروں کو سلام
''نور'' اور ''دارالذکر'' کے ماہ پاروں کو سلام
ہوگئے قربان اپنے دیں کی عظمت کے لئے
گلشنِ احمد تمہارے جاں نثاروں کو سلام

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
December 30, 2016 – January 05, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday December 30, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah At-Tawbah , verses 94-100 with Urdu translation.
00:45	Dars-e-Hadith
01:05	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 03.
01:35	Inauguration of Baitul Wahid: Recorded on February 24, 2012.
02:20	Spanish Service: Programme no. 5.
02:55	Pushto Service: A discussion on 'Seerat Hazrat Khalifatul-Masih IV (ra)' in Pushto. Programme no. 2.
03:35	Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Maaidah, verses 74 – 90. Class no. 71, recorded on July 20, 1995.
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 351.
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 101-110 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 04.
07:05	Inauguration Of Baitul Aman Mosque: Recorded on March 04, 2012.
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on December 24, 2016.
10:00	Indonesian Service
11:05	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:45	Tilawat: Surah Al-Hajj, verses 48-66.
12:00	Roshan Hoi Baat
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondane: Rec. November 29, 2013.
15:45	Aadab-e-Zindagi
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:30	Inauguration Of Baitul Aman Mosque [R]
19:30	In His Own Words
20:20	Deeni-o-Fiqahi Masa'il [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday December 31, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:40	Inauguration Of Baitul Aman Mosque
01:40	Roshan Hoi Baat
02:10	Friday Sermon
03:20	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 353.
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 111-117 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 13.
07:00	Lajna Germany Ijtema Address: Recorded on September 17, 2011.
08:20	International Jama'at News
08:55	Question And Answer Session: A question and answer session with Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on May 24, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on December 30, 2016.
12:15	Tilawat: Surah Al-Hajj, verses 67-79.
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intekhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Aadab-e-Zindagi
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Lajna Germany Ijtema Address
19:35	Faith Matters: Programme no. 181.
20:35	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday January 01, 2017

00:15	World News
00:35	Tilawat
00:45	In His Own Words
01:15	Al-Tarteel
01:45	Lajna Germany Ijtema Address
02:55	Friday Sermon
04:05	Aadab-e-Zindagi
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 354.
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 118-124 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 04.
06:50	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class: Recorded on May 03, 2015.
08:15	Faith Matters: Programme no. 181.
09:20	Question And Answer Session
10:10	Indonesian service
11:10	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on July 10, 2015.
12:05	Tilawat: Surah Al-Mu'minoon, verses 1-27.
12:20	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 30, 2016.
14:10	Shotter Shondhane: Rec. November 29, 2013.
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class [R]
16:30	Quranic Archaeology
17:05	Kids Time
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class [R]
19:35	Beacon Of Truth
20:25	Ashab-e-Ahmad
21:00	Shama'il-e-Nabwi
21:25	Friday Sermon [R]
22:40	Question And Answer Session [R]
23:55	World News

Monday January 02, 2017

00:15	Tilawat
00:35	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
00:50	Yassarnal Quran
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class
02:40	Ashab-e-Ahmad
03:15	Friday Sermon
04:25	In His Own Words
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 355.
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 125 and Surah Yoonus, verses 1-5. with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 13.
07:00	Opening Baitul Ata Mosque - Wolverhampton: Recorded on March 17, 2012.
08:00	International Jama'at News
08:35	Aao Urdu Seekhain
08:55	Rencontre Avec Les Francophones: Hazrat Khalifatul Masih IV holds a question & answer session for French speaking friends. Rec. August 08, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on July 29, 2016.
11:00	Faiza'an e Khilafat Mosha'aira
12:00	Tilawat: Surah Al-Mu'minoon, verses 28-51.
12:10	Dars-e-Hadith [R]
12:20	Al-Tarteel [R]
12:55	Friday Sermon: Rec. February 04, 2011.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Faiza'an e Khilafat Mosha'aira [R]
15:55	Rah-e-Huda: Recorded on December 31, 2016.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Opening Baitul Ata Mosque - Wolverhampton [R]
19:20	Somali Service
20:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
20:20	Rah-e-Huda [R]
21:55	Friday Sermon [R]
23:00	Faiza'an e Khilafat Mosha'aira [R]

Tuesday January 03, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:45	Al-Tarteel
01:20	Opening Baitul Ata Mosque - Wolverhampton
02:15	Kids Time
02:45	Friday Sermon
03:50	Sach Toh Ye Hai
04:20	In His Own Words
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 356.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 05.
06:55	Waqfe Nau Class Calgary: Recorded on November 13, 2016.
07:55	Philosophy Of The Teachings Of Islam
08:30	Chef's Corner
09:00	Noor-e-Mustafwi
09:10	Question & Answer Session
09:55	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on December 30, 2016.
12:05	Tilawat: Surah Al-Mu'minoon, verses 52-81.
12:20	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Quran [R]
12:50	Faith Matters: Programme no. 181.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service
16:00	Philosophy Of The Teachings Of Islam
16:30	Noor-e-Mustafwi
16:40	Chef's Corner [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
17:55	World News
18:20	Waqfe Nau Class Calgary [R]
19:10	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on December 30, 2016.
20:20	The Bigger Picture
21:20	Philosophy Of The Teachings Of Islam [R]
21:40	Australian Service
22:10	Faith Matters [R]
23:05	Question And Answer Session [R]

Wednesday January 04, 2017

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Malfoozat
00:45	Yassarnal Qur'an
01:15	Waqfe Nau Class Calgary
02:20	Chef's Corner
02:50	In His Own Words
03:20	Story Time
03:50	Philosophy Of The Teachings Of Islam
04:15	Noor-e-Mustafwi
04:30	Australian Service
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 357.
06:00	Tilawat
06:10	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 13.
07:00	Khuddam Ijtema Germany Address: Rec. September 18, 2011.
08:00	The Bigger Picture
08:45	Urdu Question And Answer Session: Recorded on May 24, 1997.
09:50	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on December 30, 2016.
12:00	Tilawat: Surah Al-Mu'minoon, verses 82-119.
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:35	Al-Tarteel [R]
13:05	Friday Sermon: Recorded on December 24, 2010.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:35	Kids Time: Prog. no. 46.
16:05	Quiz Roohani Khazaa'in
16:30	Faith Matters: Programme no. 180.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:25	Khuddam Ijtema Germany Address [R]
19:25	French Service
20:30	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Kids Time [R]
21:30	Quiz Roohani Khazaa'in [R]
21:55	Friday Sermon [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan: Rec. December 31, 2016.

Thursday January 05, 2017

00:00	World News
00:25	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:40	Khuddam Ijtema Germany Concluding Address
02:35	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:05	Quiz Roohani Khazaa'in
03:30	In His Own Words
04:00	Faith Matters
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 358.
06:05	Tilawat
06:20	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 05.
06:45	Inauguration Of Baitul Ghafoor Mosque: Recorded on March 18, 2012.
08:10	In His Own Words
08:45	Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah Al-Maaidah, verses 91 - 109 by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 72, recorded on July 26, 1995.
09:50	Indonesian Service
10:55	Japanese Service
12:00	Tilawat
12:10	Dars-e-Malfoozat [R]
12:20	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Beacon Of Truth: Rec. December 25, 2016.
13:50	Friday Sermon: Recorded on December 30, 2016.
15:00	Aaina
15:30	Open Forum
16:00	Persian Service
16:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:30	Live Hiwar-ul-Mubashir
20:40	Hijrat
21:15	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:25	Open Forum
23:00	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 | Friday 30 December , 2016 | Issue No. 53

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء

کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء کی حضورِ انور کے ساتھ کلاس۔ پیس سمپوزیم میں شمولیت۔

☆......وہ عظیم پیغام جو خلیفۃ المسیح ہمارے پاس لائے ہیں وہ امید اور ہم آہنگی کا ہے۔......☆...... یہ علاقہ پیس ولیج کہلاتا ہے کیونکہ اس علاقہ سے اس لفظ امن کا والہانہ اظہار ہوتا ہے۔ یہ ایسی جگہ ہے جہاں محبت کی جیت ہے جو تمام مسائل کو ڈھانپ لیتی ہے اور یہ ایک ایسی کمیونٹی ہے جس کی پیروی دوسری کمیونٹیز کرتی ہیں۔......☆...... حضور ہم آپ کے شکرگزار ہیں کہ آپ نے محبت کو فعلی رنگ میں دکھادیا۔......☆...... میں حضور انور کا پارلیمنٹ ہل پر تشریف آوری کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جہاں حضور نے اپنے پُرشوکت خطاب میں محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں پر زور دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ حضور نے اپنے بیان میں ہمیں مذہبی آزادی کے قیام کی طرف توجہ دلائی اور بعض حکومتی پالیسیوں پر بھی روشنی ڈالی۔

(پیس سمپوزیم کے موقع پر مختلف معزز مہمانوں کے ایڈریسز)

جماعت احمدیہ کو کوئی جدّت پسند یا نیا اسلام سکھانے والا فرقہ نہ سمجھا جائے بلکہ ہم تو اسلام کی اُن حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں جو قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔ ان عظیم تعلیمات کو دو فقروں میں سمویا جاسکتا ہے کہ اپنے خالقِ حقیقی سے پیار کرو اور اس کے حقوق ادا کرو اور دوسرا اس کی مخلوق سے پیار کرو اور اس کے حقوق ادا کرو۔

(مختلف قرآنی آیات وارشادات نبویؐ کے حوالہ سے اسلام کی امن ومحبت کی تعلیم کی عالمگیریت کا تذکرہ)

❁......اختلافات کو حل کرنے کی کنجی یہی ہے کہ دوسروں پر اپنے مفادات کو ترجیح دینے کی بجائے عدل اور انصاف سے کام لیا جائے۔......❁......قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو انصاف پر قائم رہنے اور دوسروں سے بہترین سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔......❁......اسلام تو مسلمانوں کے اندر بے غرضی اور نیکی کی روح پھونکتا ہے اور انہیں بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے اپنے دل کشادہ کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اگر اس سنہری اصول پر عمل کیا جائے تو ہم اپنے گرد قائم نفرت کی دیواروں کو گرا سکتے ہیں۔ اس سے وہ رکاوٹیں ختم ہوسکتی ہیں جو بنی نوع انسان میں تفریق ڈالتی ہیں۔ یہ اصول معاشرے کے اندر انفرادی سطح سے لے کر عالمی سطح تک امن کے قیام کی کنجی ہے۔......❁......جب بھی اور جہاں بھی قیامِ امن کی ہلکی سی کرن نظر آئے یا ذرّہ بھر بھی امید پیدا ہو تو مسلمانوں کو تاکیدی حکم ہے کہ وہ بلا کسی خوف پورے عزم کے ساتھ اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ اور امن کے اس راستہ سے ہٹنے کے لئے کسی قسم کے بہانے یا وجوہات نہ ڈھونڈتے پھریں۔

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے دشمنوں سے انصاف اور رحمدلی کے بے نظیر سلوک کا تذکرہ)

❁...... آج چند خاص مسلمانوں کے بعض قابل نفرت افعال کی وجہ سے دنیا میں اسلام کو ایک پُرتشدد اور برداشت سے عاری مذہب سمجھا جارہا ہے۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کی تعلیمات آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ مذہب جیسے اصولوں کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔......❁......اسلام وہ مذہب ہے جس کی تعلیمات نے تمام لوگوں اور تمام مذاہب کے حقوق کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا ہے۔......❁......آج کے دور میں ہر ایک حاسدانہ خواہش کرتا ہے کہ وہ دوسروں کے مال ومتاع پر قابض ہوجائے اور ان کے مال ودولت سے ناجائز فائدہ اٹھائے۔ اور آجکل ہونے والی جنگوں کی یہی بنیادی وجہ ہے۔ یقیناً اس خود پسندی اور لالچ نے انسانی اقدار کو نابود کرڈالا ہے اور عالمی امن کو بار بار متأثر کیا ہے۔......❁......حکومتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے امور میں انصاف سے کام لیں اور ذاتی مفادات سے باہر نکل کر دنیا کا فائدہ دیکھیں۔ اگر اسلام کی تعلیمات کو حقیقی رنگ میں اپنایا جائے تو فساد اور بدامنی کو ہمیشہ کے لئے روکا جاسکتا ہے۔......❁......آج عمومی طور پر مسلمان اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کے ملک ہاتھوں سے نکل رہے ہیں۔......❁......ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ آج ہمیں جو دنیا میں غیر یقینی اور فساد کی حالت نظر آرہی ہے اس کے ذمہ دار صرف مسلمان ہی ہیں۔ دنیا کی بڑی طاقتیں بھی غیر منصفانہ پالیسیاں اختیار کرنے کی وجہ سے قصوروار ہیں جو کہ آگ پر تیل کا کام کررہی ہیں جس کے نتیجہ میں عدم استحکام میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔......❁......مزید یہ کہ مغرب میں بننے والے ہتھیار دہشتگرد تنظیموں کے ہاتھ لگ چکے ہیں اور اس طرح ان فتنوں کو بیرونی طور پر بھڑکایا جارہا ہے۔......❁......مزید فکر کی بات یہ ہے کہ بڑی طاقتوں میں ایک دوسرے کے خلاف گروہ بندی ہورہی ہے۔ ترقی پذیر ممالک کی نسبت ان بڑی طاقتوں کا اثر کہیں زیادہ ہے اس لئے بڑی طاقتوں میں گروہ بندی دنیا کے مستقبل کے لئے نہایت خطرناک ہے۔

(پیس سمپوزیم (کینیڈا) کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا پُرشوکت بصیرت افروز خطاب)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

21/اکتوبر بروز جمعہ 2016ء

(قسط دوم)

کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء کی حضورِ انور کے ساتھ کلاس

اس کے بعد پروگرام کے مطابق سات بجکر پچیس منٹ پر کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء کی حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔

پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا جو عزیزم مرتاض ریاض صاحب نے کی اور اس کا انگریزی ترجمہ عزیزم برہان گورایہ صاحب نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم فراز الٰہی صاحب نے Blood Cancer کے عنوان پر اپنی پریزینٹیشن پیش کی۔

میری تحقیق کا نچوڑ Cancer ہے۔ اور اس مضمون سے جو خاص چیز میں نے پیش کرنی ہے، وہ یہ ہے کہ The Role of the Protein RNA. in regulating gene expression PHF6 ہے، جو پورے جسم کی پیداوار کو کنٹرول کرتی ہے۔

ہمیں علم ہے کہ مختلف قسم کے کینسر ہیں۔ میری تحقیق Leukemia پر ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں بلڈ کینسر بھی کہتے ہیں۔ اور اسی طرح بلڈ کینسر کی بھی کئی مختلف اقسام ہیں۔ اور جس پر میری خاص توجہ ہے وہ T All کہلاتا ہے۔ جو خاص طور پر سفید بلڈ سیلز پر اثر انداز ہوتا ہے۔ PHF6 پروٹین پندرہ فیصد بچوں اور چالیس فیصد بڑوں میں mutate ہوتا ہے۔ اس سلائیڈ میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ایک عام انسان کے بلڈ سیل کی شکل کیسی ہوتی ہے اور دوسری سلائیڈ میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ جن کو Leukemia ہوتا ہے، ان کا خون کس طرح ہوتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری میں بلڈ سیلز زیادہ ہیں اور بڑے ہیں اور ان میں کینسر ہے اور وہ عام بلڈ سیل کی طرح کام نہیں کرتے۔

پہلی بات یہ ہے کہ جسم میں کینسر پیدا کیسے ہوتا ہے۔ یہ وجوہات کینسر کے Hallmark کہلاتے ہیں۔

یہ دس (10) نشانیاں ہیں جو کہ کینسر کی علامات کی نشاندہی کرتی ہیں۔ لیکن اس پریزنٹیشن میں ان (10) دس کو اختصار سے چار میں بیان کروں گا۔ پہلی بات جو ہے وہ لامتناہی نشوونما ہے۔ یعنی ہمیشہ رہنے والا کینسر۔ اس کو رگوں

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں